ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
16 اپریل 2003ء - ۱۳ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ
www.tanzeem.org
جلد 12 شمارہ 13

- سقوطِ بغداد کا سبق! (تجزیہ)
- شکریہ صدر بش، شکریہ (طنز نامہ)
- امت مسلمہ کیونکر سربلند ہوسکتی ہے؟ (منبر ومحراب)

مذہبِ مردانِ خود آگاہ و خدا مست

اگر مؤمن درحقیقت سچا مؤمن ہے تو ذکر و تسبیح اور عبادت سے جو قوت اسے حاصل ہوتی ہے وہ اسے مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر ضائع نہیں کرتا' بلکہ دنیا کو اپنے محبوب کی مرضی کے مطابق بدلنے کے لئے کام میں لاتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ دنیا کی کوئی چیز نہیں جو خدا کی تسبیح بیان نہیں کرتی۔ اگر انسان ذکر و تسبیح پر ہی اکتفا کرے تو اس کا درجہ جمادات اور نباتات سے بلند نہیں ہوگا' جو بے شعور ہیں یا نیم شعور' لیکن انسان چونکہ خود شناس اور خود شعور ہے' اس لئے کائنات میں اس کا اصل کردار یہ ہے کہ وہ کائنات کی تعمیر اور تکمیل میں خدا کا شریکِ کار بنے اور اس غرض کے لئے فقط زبان سے نہیں' بلکہ اپنی مسلسل عملی جدوجہد سے نعرۂ تکبیر بلند کرے۔ زبان سے ذکر اور تسبیح کرنا اس کردار کی تیاری کے ذرائع ہیں' کیونکہ ان سے وہ قوت حاصل ہوتی ہے جو اِس کردار کو مؤثر طریق پر انجام دینے کے لئے کام آتی ہے۔ افسوس کہ اکثر علماء دین ذکر اور تسبیح پر زور دیتے ہیں' لیکن خدا کی مرضی کے مطابق دنیا کو بدلنے پر زور نہیں دیتے' حالانکہ قرآنِ حکیم کے ارشادات کی رُو سے اللہ مؤمنین سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس کی دنیا کو اس کی مرضی کے مطابق بدلنے کے لئے جدوجہد کریں اور ان سے وعدہ کرتا ہے کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو اس کی مدد ان کے ساتھ ہوگی (اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا) اللہ کی مدد یہی ہے کہ وہ اس کائنات کو ترقی دے کر جس کمال پر پہنچانا چاہتا ہے' اس کا چاہنے والا مردِ مؤمن بھی یہ کوشش کرے کہ کائنات اس کمال پر پہنچے۔

(ڈاکٹر رفیع الدین کی کتاب حکمتِ اقبال' صفحہ ۲۵۹' ۲۶۰ سے اقتباس)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿وَاَنفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ٚ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾ (آیت 195 تا 196)

''اور خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں نہ ڈالو اور اچھے کام (احسان کا طریقہ اختیار) کیا کرو بے شک اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے احسان کرنے والوں سے اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ (کی رضا) کے لئے پھر اگر تم کہیں گھر جاؤ تو قربانی کا جانور جو آسانی سے مل جائے (وہ قربان گاہ بھیج دو) اور نہ منڈاؤ اپنے سر یہاں تک کہ پہنچ جائے قربانی کا جانور اپنے ٹھکانے پر۔ پس جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا اسے کچھ تکلیف ہو سر میں (اور وہ پہلے سر منڈا لے) تو وہ فدیہ دے دے روزوں سے یا صدقہ سے یا قربانی سے۔ اور جب تم امن میں ہو جاؤ (اور حج سے پہلے مکہ پہنچ جاؤ) تو جو فائدہ اٹھانا چاہے عمرہ کا حج کے ساتھ تو جو قربانی اسے میسر ہو کر دے۔ جسے قربانی کی طاقت نہ ہو تو وہ تین دن روزے رکھے حج کے وقت اور سات روزے گھر پہنچ کر یہ پورے دس (روزے) ہوئے۔ یہ رعایت اس کے لئے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے قریب نہ ہوں اور ڈرا کرو اللہ سے اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے''۔

یہاں قتال کے ساتھ ہی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اس لئے کہ جنگ کے لئے مال کی بھی ضرورت ہے۔ اسلحہ چاہئے' ساز و سامان اور رسد چاہئے۔ یوں قتال اور انفاق ساتھ ساتھ چلیں گے۔ قتال کے وقت حکم ہے کہ دل کھول کر خرچ کرو اور اپنے پیسوں کو تجوریوں میں بند کر کے اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ دین کو جب پیسوں کی ضرورت ہو تو بخل سے کام نہ لو۔ نیکی میں آگے بڑھو۔ احسان' بھلائی اور نیکی کی روش اختیار کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کا طریقہ اختیار کرنے والوں اور اعلیٰ عمل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

آگے حج کا حکم دیا جا رہا ہے کہ جب حج یا عمرے کی نیت کر لو تو اسے اللہ کی رضا کے لئے مکمل کیا کرو۔ اگر اس مقدس سفر کے دوران راستے میں کوئی رکاوٹ آ جائے یا گھیر لئے جاؤ کہ آگے بڑھنا ممکن نہ رہے (جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ہوا) تو جو قربانی کا جانور تمہارے ساتھ ہے اسے وہیں اللہ کے لئے پیش کر دو یعنی قربانی کے جانوروں کو حرم شریف میں بھیج دو پھر سر کے بال کٹوانا یا منڈوانا اس وقت ہے جب قربانی کا جانور اصل مقام یعنی خانہ کعبہ تک پہنچ جائے اس سے پہلے نہ بال منڈوانے ہیں اور نہ ہی احرام کھولنا ہے۔ البتہ اگر کوئی بیمار ہو جائے یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہے یا زخم ہو جس کی وجہ سے اسے احرام کھولنا پڑ جائے تو ایسی صورت میں اسے فدیہ دینا ہو گا اور وہ فدیہ تین دن کے روزے ہیں۔ اگر روزے رکھنا ممکن نہ ہو تو چھ محتاجوں کو کھانا کھلانا ہو گا یا ایک جانور کی قربانی دینا ہو گی۔ اگر تم امن میں ہو اور تم میں سے کوئی شخص حج سے پہلے تمتع بھی کرنا چاہے یعنی ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج دونوں کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ پہلے ایسا نہیں تھا بلکہ یہ صرف امت محمدؐ کو رعایت دی گئی ہے یعنی عمرہ کے ساتھ جب حج کا وقت آئے تو حج کا احرام باندھیں اور حج ادا کریں۔ یہ تمتع کہلاتا ہے۔ ایسے شخص کو ایک قربانی دینا ہو گی اسے دم شکر کہتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے عمرہ بھی کیا اور حج بھی مگر اس میں قربانی دینے کی استطاعت نہیں تو ساتویں' آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کے روزے رکھنے کے علاوہ سات روزے گھروں میں واپس لوٹ کر رکھنے ہوں گے۔ اس طرح دس روزے مکمل کرنے ہوں گے۔ یہ جو تمتع کی رعایت اور اجازت ہے یہ ان لوگوں کے لئے جن کے اہل و عیال مسجد حرام کے قریب نہ رہتے ہوں۔ جو حرم مکہ کے رہنے والے ہیں ان کو تمتع کی اجازت نہیں بلکہ وہ سیدھا حج کا احرام باندھیں گے اور حج کریں گے۔ تمتع کی رعایت صرف باہر سے آنے والوں کے لئے ہے۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ عذاب اور سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے۔ یہاں سورۃ البقرۃ کا چوبیسواں رکوع ختم ہو رہا ہے۔

فرمانِ نبوی — چوہدری رحمت اللہ بٹر

میانہ روی اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَاَةٌ قَالَ مَنْ هٰذِهٖ؟ قَالَتْ فُلَانَةُ تُذْكَرُ مِنْ صَلَاتِهَا قَالَ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ فَوَ اللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَكَانَ اَحَبُّ الدِّيْنَ اِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ (رواہ البخاری)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے جب کہ ان کے پاس کوئی عورت بیٹھی ہوئی تھی آپؐ نے فرمایا یہ کون ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ فلاں عورت ہے اور ان کی کثرتِ نماز کا حال بیان کرنا شروع کیا۔ آپؐ نے فرمایا: ''تم اپنے اوپر صرف وہ لازم کرو جس کی تمہیں طاقت ہو۔ بخدا اللہ تعالیٰ نہیں تھکتا حتیٰ کہ تم ہی تھک جاؤ اور اللہ تعالیٰ کو محبوب عمل وہ ہے جس کا کرنے والا اس پر دوام کرے''۔

دار المطالعہ ... APR 2003

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

جلد 12 شمارہ 13

10 تا 16 اپریل 2003ء

(۷ تا ۱۳ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ)

○

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خان

ادارۂ تحریر: سید قاسم محمود، مرزا ایوب بیگ

سردار اعوان، محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

○

پبلشر: محمد سعید اسعد مختار، طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مقامِ اشاعت: 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔گڑھی شاہو، علامہ اقبال روڈ لاہور

فون: 6316638-6366638 فیکس: 6305110

E-Mail:markaz@tanzeem.org

○

قیمت فی شمارہ: 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک......250 روپے

بیرونِ پاکستان

☆ یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ

............1500 روپے

☆ امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ

............2200 روپے

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حافظ عاکف سعید

ہو گیا مانندِ آب ارزاں مسلماں کا لہو!

عراق کی سرزمین ایک بار پھر ''آشوبِ ہلاکوئے، ہنگامہ چنگیزے'' کی لپیٹ میں ہے۔ بغداد اور بصرہ میں عہدِ حاضر کے اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں حضرتِ انسان کی قبا چاک کیے جانے کے مناظر عام ہیں۔ تباہی و بربادی کے ایسے ہولناک مناظر چشمِ فلک نے شاید اس سے پہلے کبھی نہ دیکھے ہوں گے کہ سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کے تیزی کے ساتھ اٹھتے ہوئے گراف کے ساتھ ساتھ اس کے بہیمانہ استعمال کا گراف بھی اسی شدت کے ساتھ تمام حدود کو پھلانگتا محسوس ہوتا ہے۔ طوفانِ نوحؑ کا جو نقشہ قرآن مجید میں کھینچا گیا ہے کہ زمین سے پانی کے چشمے ابل پڑنے اور آسمان سے چھاجوں پانی برسنے کا عمل بیک وقت ہوا، جس نے دیکھتے ہی دیکھتے ایسے مہیب سیلاب کی صورت اختیار کی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار چند نفوس کے علاوہ کوئی متنفس اس سیلاب کی ہلاکت خیزی سے محفوظ نہیں رہا ــــ بغداد شہر بھی آج کچھ ایسا ہی نقشہ پیش کر رہا ہے کہ ایک جانب اتحادیوں کے ٹینک اور میزائل سطحِ زمین سے آگ و آہن کی بوچھاڑ کر رہے ہیں تو دوسری جانب پیہم فضائی حملوں کے ذریعے آسمان سے آگ اور بارود کی برسات مسلسل جاری ہے۔ نتیجہ بالکل ظاہر و باہر ہے۔ آسمان سے باتیں کرنے والی عالی شان عمارتیں بڑی تیزی کے ساتھ ملبے کے ڈھیر میں تبدیل ہو رہی ہیں اور ہزارہا بے گناہ شہری خاک و خون میں رُل رہے ہیں۔ عراقی عوام کو نویدِ آزادی کی لوری سنانے والا امریکہ انتہائی سفاکی اور بے رحمی کے ساتھ عراقی فوجیوں اور غیر فوجیوں میں تمیز کیے بغیر بے گناہ شہریوں کو جن میں ایک بہت بڑی تعداد بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کی ہے، صفحۂ ہستی سے مٹانا اور چیونٹیوں کی طرح مسل دینا چاہتا ہے۔ امریکی طیاروں کی وحشیانہ بمباری کے نتیجے میں پھول سے بچوں کی کچلی ہوئی لاشوں، بازوؤں اور ٹانگوں سے محروم ہو جانے والے اعضاء بریدہ معصوم بچوں اور جنگ کی ہولناکی کا غم اپنے سینے میں چھپائے اور آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات تھامے بغداد کی تباہ حال گلیوں میں بے آسرا بھٹکنے والے چھوٹے چھوٹے بچوں اور بچیوں کی تصویریں جب اخبارات میں شائع ہوتی یا الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے نگاہوں کے سامنے آتی ہیں تو دل خون کے آنسو روتا اور آنکھیں بے اختیار بہہ نکلتی ہیں کہ کیا ان معصوموں کو وحشی اور ظالم دشمن سے بچانے والا کوئی نہیں؟ ــــ آخر انہیں کس جرم کی سزا مل رہی ہے؟ ــــ کیا مسلمانوں میں محمد بن قاسم، محمود غزنوی اور صلاح الدین ایوبی کا کردار ادا کرنے والا کوئی ایک بھی آج موجود نہیں ہے؟

یہ امر واقعہ ہے کہ مسلم امہ کو آج جس جرمِ ضعیفی کی سزا مل رہی ہے اس کے اسباب مسلمانوں نے اپنی اجتماعی بے عملی، اللہ اور اس کے دین سے بے وفائی پر مبنی طرزِ عمل کے ذریعے خود فراہم کیے ہیں۔ اللہ کی نصرت و تائید اور رحمت سے محرومی کا سامان ہم نے خود کیا ہے ــــ لیکن ہمیں یقین ہے کہ ''اسی کے پردے میں زندگی کی نئی سحر جگمگا رہی ہے'' کے مصداق اللہ اور اس کے دین سے غافل مسلم اقوام کی پیٹھ پر برسنے والا عذابِ الٰہی کا یہ کوڑا امت کے جسد میں ایک حیاتِ تازہ کی پیدائش کا موجب بنے گا۔ اللہ کو چھوڑ کر ''بتوں'' سے امیدیں وابستہ کرنے والا مسلمان اپنے دنیوی آقاؤں کے ظلم و ستم کی تاب نہ لا کر پھر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو گا اور ظالموں کے ظلم و جبر کا انتقام لینے کے لیے اپنے رب کا دامن تھامے گا، دین و شریعت کے قوانین کو پاؤں تلے مسلنے کی عادت ترک کر کے قوانینِ شریعت اور دینِ حق کو انفرادی و اجتماعی، ہر سطح پر نافذ و قائم کرنے کے لیے سرگرمِ عمل ہو گا ــــ یہ وہ وقت ہو گا جب اسلام کے عالمی احیاء و غلبے اور دنیاوی خداؤں کے زوال کے عمل کا آغاز ہو گا۔ اللہ کرے کہ وہ وقت جلد آئے! متعدد صحیح احادیث میں واضح خبریں موجود ہیں کہ قیامت سے قبل کُل روئے ارض پر اللہ کا دین قائم و غالب ہو کر رہے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ ایسا ہو گا، لیکن اس سے قبل کتنے دورِ فلک ابھی مزید آئیں گے اور خونِ مسلم کی ارزانی کے کتنے اور کیسے ہولناک مناظر ابھی اور دیکھنے کو ملیں گے، اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ایک بات تقریباً یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ آخری دور کے ملاحم کا آغاز ہو چکا ہے، جس کا نقطۂ عروج الملحمۃ العظمیٰ یا آرمیگاڈان ہوں گے۔ اس صورتِ حال کا شعور و ادراک نہ صرف مسلمانوں میں بلکہ عیسائی دنیا میں بھی اب واضح طور پر اجاگر ہوتا محسوس ہوتا ہے کہ صدر بش اور ان کے حواری اس جنگ کو ایک مذہبی فریضہ سمجھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بار دگر آمد کے لیے میدان ہموار کرنے کی غرض سے ہی لڑ رہے ہیں۔ واللہ اعلم ○○

منبر و محراب

امت مسلمہ کیونکر سربلند ہو سکتی ہے؟

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 4 اپریل 2003ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

قرآن حکیم میں اللہ نے رسول اکرم ﷺ کی اُمت کو اُمتِ وسط کے لقب سے نوازا ہے۔ اُمت وسط کا ایک مفہوم درمیانی اُمت ہے یعنی وہ اُمت جو اللہ اور انسانوں کے مابین رابطہ کا موجب ہے۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ اور انسانوں کے مابین واسطہ نبی یا رسول ہوتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ چونکہ آخری رسول ہیں اس لئے آپؐ کے بعد انسانیت کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا کہ ایک تو اپنے کلام کو محفوظ کر دیا اور دوسرا یہ کہ انسانیت تک اللہ کا پیغام پہنچانے کی ذمہ داری اس اُمت کے حوالے کر دی۔ اب یہ اس اُمت کے ذمہ ہے کہ وہ اللہ کا کلام دوسرے انسانوں تک پہنچائے۔ سورۃ آل عمران میں اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا گیا ہے کہ:

"تم وہ بہترین اُمت ہو جسے نوع انسانی کے لئے برپا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دینے والے' بدی سے روکنے والے اور اللہ پر پختہ یقین رکھنے والے ہو"۔

گویا بقول اقبالؒ

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے

یہ اُمت جسے اللہ کی طرف سے خیر اُمت اور اُمت وسط کا خطاب ملا بقیہ نوع انسانی تک اللہ کا پیغام پہنچانے اور دینِ حق کی گواہی دینے کے لئے برپا کی گئی ہے۔ قرآن حکیم میں اس اُمت کی ذمہ داری یہ بتائی گئی ہے کہ یہ اُمت "شہادت علی الناس" کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے پیدا کی گئی ہے یعنی یہ اُمت پوری انسانیت پر گواہ بنائی گئی ہے۔ اس کے دو مفاہیم ہیں۔ ایک دنیا کے اعتبار سے اور دوسرا آخرت کے اعتبار سے۔ اکثر تفاسیر میں ایک حدیث کا ذکر آتا ہے جس میں اس آیت کا آخرت کے حوالے سے مفہوم معین کیا گیا ہے کہ میدان حشر میں اللہ تعالیٰ نوع انسانی سے سوال کریں گے کہ کیا میرا پیغام تم تک پہنچ گیا تھا؟ بعض سابقہ اُمتیں انکار کریں گی۔ اس پر یہ اُمت کھڑی ہو کر کہے گی کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ اللہ کے رسولوں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا تھا اور جب ان سے کہا جائے گا کہ تم تو بعد میں آئے تھے تم کیسے گواہی دے رہے ہو تو یہ اُمت کہے گی کہ ہمیں نبی آخر الزمانؐ نے یہ خبر دی ہے اور ان کی بات ہرگز غلط نہیں ہو سکتی۔ پھر رسول اکرم ﷺ بھی اس بات کی گواہی دیں گے۔ گویا آخرت میں یہ اُمت سابقہ اُمتوں پر گواہ ہوگی۔

دنیا کے حوالے سے اس کا مفہوم واضح ہے کہ جیسے رسول اپنی قوم کے سامنے اپنے قول وعمل سے گواہی دیتے ہیں اور ان پر حجت قائم کر دیتے ہیں تاکہ لوگ روز قیامت یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں معلوم ہی نہ تھا کہ اے اللہ تیرا کیا پیغام ہے؟ رسول اکرم ﷺ کے بعد اب یہی کام یہ اُمت پوری نوع انسانی کے لئے سرانجام دے گی اور ویسے ہی اتمام حجت کرے گی جیسے رسول کیا کرتے تھے۔

یہ گواہی قولی بھی ہوگی اور عملی بھی۔ قول سے گواہی دینے کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کا پیغام پوری نوع انسانی تک پہنچایا جائے اور عملی گواہی سے مراد نہ صرف یہ ہے کہ اُمت کے افراد اپنے کردار و اخلاق سے دنیا کے سامنے ایک اعلیٰ نمونہ پیش کریں بلکہ اللہ کے عطا کردہ دین کو عملاً نظام زندگی کی صورت میں قائم کر کے دکھا دیں' جس طرح محمد ﷺ نے اس دین کو بحیثیت نظام زندگی عملاً برپا کر کے دکھا دیا تھا۔

دراصل یہ اُمت خیر کی علم بردار ہے' معصیت اور گناہ سے روکنے والی ہے۔ حدیث نبویؐ میں روکنے کے تین درجے بیان ہوئے ہیں۔ ارشاد رسالت ہے:

"تم میں سے جو بھی منکر کو دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ اسے ہاتھ سے روک دے۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اگر اس کی بھی قوت نہ ہو تو دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا ادنیٰ ترین درجہ ہے"۔

حضور اکرم ﷺ نے اس کا عملی نمونہ پیش کر کے دکھایا۔ مکی دور میں حق کی علمبرداری زبان سے ہو رہی تھی۔ اور جب دعوت کے ذریعے سے جماعت کی صورت میں قوت حاصل ہوئی تو مدنی دور میں یہی کام ہاتھ سے روکنے کی صورت میں کیا گیا یعنی جب تک قوت نہیں ہے تو قوت کے حصول کی کوشش کرنا ہوگی اور جب قوت حاصل ہو جائے تو اب باطل نظام کو اکھاڑ پھینکنے کے لئے طاقت سے کام لیا جائے گا۔

یہ ذمہ داری ہے جو قرآن پاک میں اس اُمت کو دی گئی ہے۔ اگر اُمت اس ذمہ داری کو پورا کرے گی تو اللہ کا وعدہ ہے: ﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ "اگر تم ایمان کے تقاضے پورے کرو گے (تو اللہ کا وعدہ ہے کہ) تم ہی غالب اور سربلند ہو گے"۔

آج مسلمان مختلف گروہوں میں بٹ کر رہ گئے ہیں اور اپنی اصل ذمہ داری کو بھول چکے ہیں۔ ان کا اپنا کوئی ایسا مشترک فورم تک نہیں ہے جہاں وہ جمع ہو کر اُمت کے مفادات کا تحفظ کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تعداد میں ہم ایک ارب سے زائد ہونے کے باوجود مغلوب ہیں۔ لیکن افسوس کہ ان حالات میں بھی صرف اپنے ذاتی مفادات کے لئے تگ و دو ہو رہی ہے۔ بحیثیت اُمت مسلمہ اپنی ذمہ داری ادا کرنے اور مسلمانوں کو ایک زندہ اُمت بنانے کے لئے کوئی کوشش نہیں جا رہی۔

اگر مسلمان آج بھی سورۃ آل عمران کی آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴ میں اس اُمت کی کامیابی کے لئے بیان کئے گئے درج ذیل سہ نکاتی لائحہ عمل پر عمل پیرا ہو جائیں تو اب بھی سربلند ہو سکتے ہیں۔ ان آیات مبارکہ کا مفہوم یہ ہے:

۱) اُمت کا ہر فرد اللہ کا تقویٰ اختیار کرے جتنا کہ تقویٰ کا حق ہے۔ تقویٰ کا تقاضا ہے کہ ہر وہ کام جس سے اللہ اور اس کے رسول نے منع کر دیا اس سے باز آ جائیں۔ اور جو چیزیں اللہ نے فرض کی ہیں ان سب کو بجا لایا جائے تاکہ اللہ کی ناراضگی سے بچ سکیں۔ اگر تقویٰ نہیں ہوگا تو شریعت کو بھی مذاق بنا لیا جائے گا۔ اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "تقویٰ نیکیوں کی جڑ ہے"۔

۲) جب افراد تقویٰ میں مضبوط ہو جائیں تو قرآن کی رسی کو تھام کر سب متحد ہو جائیں اور بنیان مرصوص بن جائیں۔

۳) پھر یہ اُمت خیر کی دعوت اور بدی سے روکنے کا کام کرے۔ اگر ساری اُمت یہ کام نہیں کر رہی تو کچھ افراد تو ایسے ہوں جو اس کام کو کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں اور ایسے ہی لوگوں کو مکمل فلاح و کامرانی کی بشارت دی گئی ہے۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

سقوط بغداد کا سبق

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

سقوط بغداد اب ہفتوں یا دنوں کا نہیں بلکہ گھنٹوں کا معاملہ دکھائی دیتا ہے امریکی فوجیں عراق کے تمام بڑے شہروں کا محاصرہ کر چکی ہیں لیکن ان کی حکمت عملی یہ معلوم ہوتی ہے کہ سب سے پہلے بغداد پر قبضہ کیا جائے تاکہ باقی شہر بغیر مقابلے کے ہتھیار ڈال دیں اور اتحادی فوجوں کا کم از کم جانی نقصان ہو یوں ڈیڑھ سال کے قلیل عرصہ میں عراق دوسرا مسلمان ملک ہوگا جہاں امریکی فوجیں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوں گی اور 56 اسلامی ممالک ٹک ٹک دیدم' دم نہ کشیدم کے مصداق سب کچھ دیکھے اور جھیلے جا رہے ہیں۔ الیکٹرونک میڈیا اتنی ترقی کر چکا ہے کہ لوگوں نے یہ جنگ اپنے آراستہ و پیراستہ ڈرائنگ روم اور گداز بیڈ روم میں ٹیلی ویژن پر دیکھی ہے۔ مردوں کی جلتی ہوئی لاشیں' عورتوں کی چیخ و پکار اور جان بچانے کے لئے اِدھر اُدھر بھاگ دوڑ' زخمیوں سے اَٹے ہوئے ہسپتال جہاں بچے اور بوڑھے کراہ رہے ہیں۔ یہ سب مناظر ہم نے دیکھے اور دنیا ہماری بے بسی دیکھ رہی ہے۔ ایک شکست خوردہ قوم کی بے بسی یہ دشمن ہماری رسائی سے باہر ہے' لہٰذا ہم اسے کوسنے دے رہے ہیں منہ پھٹ قسم کے لوگ گالیاں اور عورتیں بددعائیں دے رہی ہیں۔ مسلمان ممالک کے حکمران' عوام اور امریکہ دونوں کے غیض و غضب سے بچنے کی تدبیریں کر رہے ہیں اور بیچ کی راہ نکالنا چاہتے ہیں۔

پاکستانی حکومت کا عجیب و غریب رویہ ہے سیاسی حکومت عراقی عوام سے ہمدردی کا اظہار کر رہی ہے اور ان پر جنگ مسلط کرنے کی مخالفت کر چکی ہے۔ سیاسی حکومت کے ترجمان وزیر اطلاعات شیخ رشید احمد قدرے سخت زبان استعمال کر رہے ہیں' البتہ جنرل مشرف جو بیک وقت آرمی چیف بھی ہیں اور سربراہ مملکت بھی' انہوں نے کھل کر امریکی حملہ کی مخالفت نہیں کی اور نہ ہی عراقی عوام کے لئے کلمہ خیر کہا ہے بیرونی دنیا کے لئے چونکہ پاکستان کے حکمران ابھی بھی جنرل مشرف ہی ہیں' لہٰذا اصل اہمیت ان کے رویہ اور طرزِ عمل کی ہے۔ سب سے افسوس ناک اور قابل مذمت رویہ ایم ایم اے کا ہے وہ امریکہ دشمن نعرے کے ساتھ انتخابات میں کامیابی ہوئی لیکن وہ عراقی بحران کے آغاز میں مکمل طور پر خاموش رہی جب یورپ اور دنیا بھر میں جنگ کے خلاف بڑے بڑے جلوس نکلے تو عوامی سطح پر ایم ایم اے کی خاموشی پر زبردست تنقید ہوئی' تب ایم ایم اے نے ملک کے بڑے شہروں میں ملین مارچ کا سلسلہ شروع کیا ان جلوسوں میں عوام کے سامنے امریکہ پر زبردست تنقید کی گئی لیکن پارلیمنٹ جہاں زوردار انداز میں امریکہ کی اس دہشت گردی کی گرفت کی جانی چاہئے تھی اور ایک ایسی قرارداد منظور کی جانی چاہئے تھی جس میں پرزور طریقے سے اس کی مذمت کی جاتی لیکن افسوس صد افسوس کہ انہوں نے دوغلی پالیسی اپنائی' لہٰذا قومی اسمبلی تو سرے سے کوئی قرارداد منظور نہ کر سکی البتہ سینٹ میں ایک قرارداد کے ذریعے اس حملہ پر محض افسوس کا اظہار کیا گیا۔ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ یہ قرارداد ایم ایم اے کے پروفیسر خورشید نے لکھی جب ان سے کہا گیا کہ آپ نے قرارداد میں Deplore کا لفظ

ابوالحسن

استعمال کیا ہے Condemn کا لفظ کیوں نہیں استعمال کیا تو انہوں نے کہا کہ الفاظ کے مختلف ہونے سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔

بہر حال ظلم و زیادتی اور جبر و تشدد پر غم و اندوہ کی کیفیت فطری امر ہے اور جلوس و مظاہرے اور قراردادیں رسم دنیا ہے یہ سب کچھ ہو چکا اب سوال یہ ہے کہ مستقبل میں مسلمان ممالک کو روز روز کی ذلت و رسوائی اور شکست و ریخت سے کیسے بچایا جائے لیکن اس سے پہلے ایک مثبت تبدیلی کی طرف اشارہ ضروری ہے کہ جو امریکہ عراق جنگ کی وجہ سے ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان اس نکتہ پر مکمل طور پر متفق ہو گئے ہیں کہ امریکہ مسلمانوں کا دشمن نمبر ایک ہے اور یہودی امریکہ کو مسلمانوں کے خلاف ترغیب و تشویق دلا رہے ہیں اور مشتعل کرتے رہتے ہیں۔ مزید برآں یہ شعور بھی پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے کہ امت مسلمہ کے مسائل کا واحد حل ان کے اتحاد اور جسد واحد بننے میں ہے۔ البتہ یہ شعور صرف عوامی سطح پر ہے۔ حکمران طبقہ دانستہ یا نادانستہ طور پر یہ تاثر دینے سے گریز کر رہا ہے کہ وہ بھی امریکہ کو مسلمانوں کا دشمن سمجھنے لگے ہیں۔ لیکن عوامی سطح پر مسلمان ممالک میں امریکہ اور برطانیہ کے خلاف نفرت اتنی شدید ہے کہ مستقبل قریب میں بش اور ٹونی بلیئر کے لئے کسی مسلمان ملک کا دورہ ممکن نظر نہیں آتا۔

مستقبل میں مسلمان حکمران کو کیا لائحہ عمل اپنانا چاہئے اس کے لئے صدام کے پچیس سالہ دور حکومت کا تجزیہ ناگزیر ہے۔

1) صدام ایک فوجی ڈکٹیٹر تھا اور گن پوائنٹ پر اس نے عنان حکومت سنبھالی تھی اور آج تک ایک آمر کی حیثیت سے حکومت کی اور ذاتی مخالف کو خاندان سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا۔

2) تیل کی دولت سے محل تعمیر کئے گئے جن میں داد عیش دینے کا تمام سامان مہیا ہوتا تھا۔ صنعت اور خصوصاً اسلحہ کی صنعت کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔

3) امریکی اکساہٹ پر ایران پر حملہ کر دیا اور مانگے تانگے کا اسلحہ حاصل کر کے پھنے خان بننے لگا اور امریکی چال کو سمجھنے کی بجائے یہ خیال کر بیٹھا کہ انقلاب ایران کے بعد امریکہ اس کو علاقے کا تھانیدار بنا دے گا وہ یہ بھول گیا کہ اسرائیل جو برطانیہ کا ناجائز بچہ تھا اب امریکہ اسے گود میں لے چکا ہے اور امریکہ مشرق وسطیٰ میں کسی ملک کو اتنا طاقتور نہیں بننے دے گا کہ اسرائیل کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو جائے۔

4) امریکی سفیرہ کی ترغیب پر دولت کی لالچ میں کویت پر حملہ کر دیا اس موقع پر سعودی عرب نے بہت سمجھایا اور کویت کی ٹیڑھی ڈالنگ سے عراق کو جو نقصان پہنچا تھا اس کی تلافی کی بھی یقین دہانی کرائی لیکن امریکی اسلحہ نے صدام حسین کو پاگل بنایا ہوا تھا اور وہ طاقت کا مظاہرہ کرنے پر تلا بیٹھا تھا۔ چنانچہ کویت پر حملہ کر دیا امریکہ یہ سب کچھ ایک منصوبہ کے تحت کر رہا تھا۔ عراق کے کویت پر حملہ کے فوری بعد اس نے اپنے چہرے سے نقاب اتار دیا۔ عراق پر ایک کاری ضرب لگائی' البتہ صدام حسین کا اقتدار ختم نہیں کیا اس لئے کہ وہ مشرق وسطیٰ میں اپنے پنجے گاڑھنے اور تیل کی دولت پر قبضہ جمانے کے لئے مرحلہ وار اقدام کر رہا تھا۔

5) ذاتی اقتدار کی طوالت کے لالچ میں ان تمام پابندیوں

کو قبول کرلیا جو امریکہ نے 1991ء میں لگائی تھیں اگر صدام دوربین انسان تھا تو سمجھ جاتا کہ یہ پابندیاں اسے کمزور کرنے کے لئے لگائی جارہی ہیں تا کہ فیصلہ کن ضرب لگانے میں آسانی رہے۔ مغرب کے عسکری ماہرین یہ تسلیم کرتے ہیں کہ 1991ء میں عراق عسکری لحاظ سے آج کی نسبت تین گنا زیادہ طاقتور تھا۔ مسلسل پابندیوں سے وہ جدید اسلحہ حاصل نہ کرسکا اور اقتصادی لحاظ سے بھی کمزور ہوگیا۔

4) جب اقوام متحدہ کے اسلحہ انسپکٹروں کی طرف سے عراق کی تلاشی کا مطالبہ کیا گیا تھا تو صدام حسین کا موقف یہ ہونا چاہئے تھا کہ اس کے پاس وسیع پیمانہ پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار موجود نہیں لیکن وہ اس شرط پر تلاشی دینے کے لئے آمادہ ہے اگر طے کیا جائے کہ اگر ایسے ہتھیار نہ ملے تو عراق پر جارحیت نہیں کی جائے گی' سپر پاورز ہمیں یہ ضمانت دیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ نے پلان کے تحت پہلے اسلحہ انسپکٹروں کے ذریعے تلاشی لی جب تسلی ہوگئی کہ عراق کے پاس ایسا کوئی اسلحہ نہیں جس سے وہ بڑے پیمانے پر امریکیوں کو گزند پہنچائے' پھر اطمینان کے ساتھ حملہ کر دیا کہ عراق کے پاس مزاحمتی قوت نہیں ہے۔

اس کھیل میں ہر مسلمان حکمران کے لئے بنیادی طور پر یہ بات سمجھنے والی ہے کہ غیر مسلم خصوصاً عیسائی اور یہودی کبھی اس کے دوست نہیں ہو سکتے اور وہ دوستی کی آڑ میں دشمنی کریں گے۔ وہ اللہ کے بعد عوامی قوت پر انحصار کریں اور عوامی قوت صرف عوام دوستی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ اپنے ممالک میں عدل وقسط پر مبنی اسلام کا نظام نافذ کریں خود کو حقیقی طور پر عوام کا خادم سمجھیں۔ بیت المال پر عوام کا حق تسلیم کریں اور اس حال پر اپنا صرف اتنا حق سمجھیں جتنا اللہ نے یتیم کے مال پر اس کے سرپرست کو حق دیا ہے اپنے گھوڑوں کو جنگ کے لئے تیار رکھیں اور اپنی افواج کو جدید ترین اسلحہ سے لیس کریں۔ تیار شدہ اسلحہ حاصل کرنے کی بجائے ٹیکنالوجی حاصل کر کے اسلحہ سازی میں خود کفیل ہوں۔ آج اقتصادی قوت عسکری قوت کی بنیاد ہے اس بنیاد کو مضبوط کیا جائے قرضوں کی معیشت خصوصاً سودی معیشت سے نجات حاصل کی جائے۔ پاکستانی حکمرانوں کی تاریخ اگرچہ غلط اور نقصان دہ فیصلوں سے بھری پڑی ہے۔ لیکن ایٹمی قوت کے حصول سے ہم بھارت کی شرانگیزی سے بچے ہوئے ہیں۔ برے وقت میں کوئی ساتھ نہیں دیتا۔ اگر پاکستان ایٹمی قوت نہ ہوتا اور بھارت کو جوابی ایٹمی حملہ کا خوف نہ ہوتا تو اتنی ارب روپے کے خرچہ سے سرحدوں پر لائی جانے والی افواج کو وہ کبھی بے نیل ومرام واپس نہ لے جاتا۔ ہمیں اعتراف کرنا چاہئے کہ ایٹمی صلاحیت کے حوالہ سے ذوالفقار علی بھٹو' جنرل ضیاء الحق اور نواز شریف نے تاریخی کردار ادا کیا۔ بھٹو نے تمام خطرات مول لے کر اس پراجیکٹ کو شروع کیا۔ ضیاء الحق نے سوویت یونین کے افغانستان پر حملہ کی آڑ میں اسے پروان چڑھایا اور نواز شریف نے ایٹمی تجربہ کیا۔ موجودہ حکمرانوں نے اگرچہ امریکی دباؤ میں یا امریکہ کے کسی سنہری جال میں پھنس کر اور اپنے اقتدار کو پکا کرنے کے لئے ایٹمی صلاحیت کو بہتر سے بہتر نہ کیا تو انہیں جان لینا چاہئے کہ امریکہ کس طرح مرحلہ وار اپنے عزائم کی تکمیل کرتا ہے اس معاملہ میں کمزوری کا اظہار قومی سلامتی سے دستبرداری سے اختیار کرنا ہے۔ امریکہ مختلف راستوں سے حملہ آور ہوگا جس میں پیار کی چکار بھی ہوگی دولت کی لالچ وترغیب اور دھمکی بھی ہوگی لیکن ہمیں اول و آخر ایک ہی موقف اختیار کرنا ہوگا کہ پاکستان کسی قیمت پر کسی صورت میں ایٹمی صلاحیت سے دستبردار نہیں ہوگا۔ عراق اور امریکہ جنگ سے اور امریکہ کے شمالی کوریا سے رویہ سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ اللہ کی مدد شامل حال ہونی چاہئے۔ آج زندہ وہی ملک رہ سکتا ہے جو زندہ رہنے کی طاقت رکھتا ہوگا۔

سقوط بغداد کا سبق یہ ہے کہ سیکورٹی کونسل کی قراردادیں ان کے معائنے اور جائزے اور انسپکٹروں کی تلاشیاں یہ سب کچھ جنگ ختم کرنے کے لئے نہیں بلکہ جنگ کا راستہ ہموار کرنے کے لئے ہے۔ اقوام متحدہ کو امریکہ دفن کر چکا ہے' سلامتی کونسل خطرہ اور الارم کونسل بن چکی ہے' بھوکے درندے سے صرف وہ بچ سکے گا جس کے پاس اس کے سینہ میں اتارنے کے لئے گولیاں ہوں گی یہی سقوط بغداد کا سبق ہے۔

اظہارِ دلچسپی

ہم 8 صفحات پر مشتمل ایک انگریزی ہفت روزہ شروع کرنا چاہتے ہیں (قیمت اندازاً -/5 روپے علاوہ ڈاک خرچ) جس میں عابد اللہ جان کے علاوہ بعض دیگر مضامین بھی ہوں گے (جن کی ایک جھلک آپ ww.the-quest.info پر دیکھ سکتے ہیں) مذکورہ صورت میں ندائے خلافت کا انگریزی صفحہ ختم کردیا جائے گا۔

قارئین سے درخواست ہے کہ اس بارے میں اپنے مشوروں سے ہمیں نوازیں۔ مقامی تنظیموں سے خاص طور پر گزارش ہے کہ دلچسپی رکھنے والے حضرات سے آراء حاصل کر کے ہمیں ارسال فرمائیں۔ ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔

(مدیر)

KHALID TRADERS
IMPORTERS · INDENTORS · STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE
NATIONAL DISTRIBUTORS NTN BEARINGS

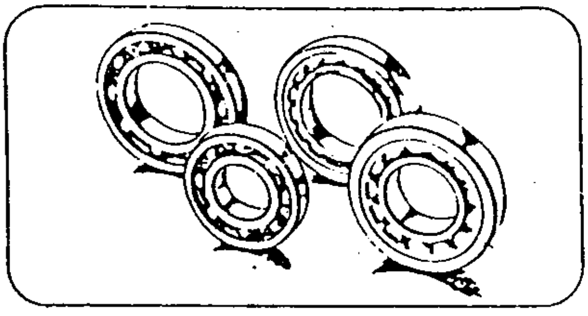

PLEASE CONTACT
Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan
G.P.O. Box # 1178 Phones : 7732952 - 7730595 Fax : 7734776 - 7735883
E-mail : ktntn@poboxes.com

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS . SIND BEARING AGENCY, 64 A-65
Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan)
Tel . 7723358-7721172

LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan Phones 7639618,7639718,7639818, Fax: (42) 763-9918

GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel . 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

شاہ ولی اللہ کی تجدیدی تحریک

سید قاسم محمود

گزشتہ قسط کے اواخر میں ہم نے لکھا تھا کہ ماضی اور حال کے تنقیدی جائزے کے بعد مجدد اور مصلح کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ تعمیرِ نو کا ایک نقشہ واضح صورت میں پیش کرے تاکہ موجودہ حالت کو جس حالت میں بدلنا مطلوب ہے اس پر وہ اپنی نظر جما سکیں اور تمام سعی و عمل اسی سمت میں مرکوز کر دیں۔ یہ تعمیری و اصلاحی کام بھی شاہ صاحب نے انتہائی خوبی اور جامعیت کے ساتھ انجام دیا۔

شاہ صاحب کی تجدیدی تحریک کی وسعت اور تنوع کے بارے میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رقم طراز ہیں:

''شاہ صاحب سے اللہ تعالیٰ نے امت کی تجدید و اصلاح' دین کے صحیح فہم کے احیاء' علوم نبوت کی نشر و اشاعت اور اپنے عہد و ملت کے فکر و عمل میں ایک نئی زندگی اور تازگی پیدا کرنے کا جو عظیم الشان کام لیا' اس کا دائرہ اتنا وسیع اور اس کے شعبوں میں اتنا تنوع پایا جاتا ہے' جس کی مثال معاصر ہی نہیں' دورِ ماضی کے علماء و مصنفین میں بھی کم نظر آتی ہے۔ اس کی وجہ (توفیق اور تقدیرِ الٰہی کے ماسوا) اس عہد کے حالات کا تقاضا بھی ہو سکتا ہے' جو شاہ صاحب کے حصے میں آیا ہے' اور وہ جامعیت' علوئے ہمت اور مخصوص تعلیم و تربیت بھی جو شاہ صاحب کے خصائص میں سے ہے' اس سب کا نتیجہ تھا کہ شاہ صاحب نے علم و عمل کے اتنے میدانوں میں تجدیدی و اصلاحی کارنامہ انجام دیا کہ ان کے سوانح نگار کے لئے' ان کا احاطہ اور ان سب کا تفصیلی جائزہ لینا دشوار ہے۔ ہم ان کو اگر علیحدہ علیحدہ بیان کریں تو ان کے حسبِ ذیل عنوانات ہوں گے:۔

(1) اصلاح عقائد اور دعوت الی القرآن
(2) حدیث و سنت کی اشاعت و ترویج' اور فقہ و حدیث میں تطبیق کی دعوت و سعی
(3) شریعتِ اسلامی کی مربوط و مدلل ترجمانی اور اسرار و مقاصدِ حدیث و سنت کی نقاب کشائی
(4) اسلام میں خلافت کے منصب کی تشریح' خلافتِ راشدہ کے خصائص اور اس کا اثبات اور ردِ رفض
(5) سیاسی انتشار اور حکومتِ مغلیہ کے دورِ زوال و انحطاط میں شاہ صاحب کا مجاہدانہ و قائدانہ کردار
(6) اُمت کے مختلف طبقات کا احتساب اور ان کو اصلاح و انقلاب کی دعوت
(7) علمائے راسخین اور مردانِ کار کی تعلیم و تربیت' جو اُن کے بعد اصلاح امت اور اشاعت دین کا کام جاری رکھیں۔

مولانا محترم نے ان سات عنوانات کے بیان میں ساڑھے چار سو صفحات کی ایک کتاب تالیف و مرتب کی جو ان کی مشہور ''تاریخ دعوت و عزیمت'' کے حصہ پنجم پر محیط ہے' جبکہ ہماری اس زیرِ تالیف ''تاریخ'' کا احوال یہ ہے کہ ہمارے قلم پر ہمہ وقت امیر محترم کوڑے برساتے رہتے ہیں کہ یہ سلسلہ مختصر کرو' مزید مختصر کرو۔ بعض اوقات تو بالکل زبان بندی کی سی کیفیت ہو جاتی ہے۔ صدیوں پر پھیلے ہوئے اسلامیانِ عالم کے جذبوں اور امنگوں' شکستہ ارادوں اور ناآسودہ عزائم' ماضی کے حقائق کو مستقبل کے خوابوں سے ملانے کی سلسلہ در سلسلہ داستان کو' کوئی کہاں تک مختصر' مزید مختصر کرتا چلا جائے' جبکہ عصرِ حاضر کا تقاضا یہ ہے کہ سب مصنفین اپنے اپنے قلم کھول لیں اور اپنے مدفون خزینوں اور فکری آثار کی کھدائی کر کے امتِ مسلمہ کی خدمت میں پیش کرنے کا فریضہ انجام دیں۔

بہر صورت دو دو صفحے کی تین قسطوں میں شاہ صاحب کی جامع تحریک کے عنوانات' ہم یوں قائم کریں گے۔

(1) شاہ صاحب کی تجدیدی تحریک
(2) شاہ صاحب کی سیاسی تحریک
(3) شاہ صاحب کی معاشی تحریک

موجودہ قسط میں ان کی تجدیدی تحریک کا انتہائی اختصار سے بیان ہوگا۔ تعمیر و اصلاح اور تجدید کے سلسلے میں ان کے خاص خاص کاموں کی تفصیل یہ ہے:۔

(1) فقہ میں معتدل مسلک:

شاہ صاحب فقہ میں نہایت معتدل و متوازن مسلک پیش کرتے ہیں' جس میں کسی ایک مسلک کی جانبداری اور دوسرے مسلکوں پر نکتہ چینی نہیں پائی جاتی۔ ایک محقق کی طرح انہوں نے تمام فقہی مسالک کے اصول اور طریق استنباط کا مطالعہ کیا ہے اور بالکل آزادانہ رائے قائم کی ہے۔ کسی مسلک کی کسی مسئلے میں تائید کی تو اس بناء پر کہ دلیل اس کے حق میں پائی' نہ کہ اس بناء پر کہ وہ اس مسلک کی وکالت کا عہد کر چکے ہیں' اور جس سے اختلاف کیا تو اس بناء پر کیا کہ دلیل اس کے خلاف پائی نہ اس بناء پر کہ انہیں اس سے عناد ہے۔ اسی وجہ سے کہیں وہ حنفی نظر آتے ہیں' کہیں شافعی' کہیں مالکی اور کہیں حنبلی۔ انہوں نے ان لوگوں سے بھی اختلاف کیا ہے جو ایک مسلک کی پیروی کا قلادہ اپنی گردن میں ڈال لیتے ہیں اور قسم کھا لیتے ہیں کہ تمام مسائل میں اسی کی تقلید کریں گے اور اسی طرح وہ لوگوں سے بھی سخت اختلاف کرتے ہیں جنہوں نے ائمہ مذہب میں سے کسی کی مخالفت کا عہد کر لیا ہے۔ ان دونوں کے بین بین وہ ایک ایسے معتدل راستے پر چلتے ہیں جس میں ہر غیر متعصب طالب حق کو اطمینان حاصل ہو سکتا ہے۔ ان کا رسالہ ''الانصاف'' اس مسلک کا آئینہ ہے۔ یہی رنگ ان کی تصنیف ''مصفی'' اور ان کی دوسری کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ وہ ''تفہیمات'' میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

''میرے دل میں ایک خیال ڈالا گیا ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابوحنیفہ اور شافعی کے مذہب اُمت میں سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ سب سے زیادہ پیرو بھی انہی دونوں کے پائے جاتے ہیں اور تصنیفات بھی انہی مذاہب کی زیادہ ہیں۔ فقہا' محدثین' مفسرین' متکلمین اور صوفیہ زیادہ تر مذہب شافعی کے پیرو ہیں' اور حکومتیں اور عوام زیادہ تر مذہب حنفی کے پیرو ہیں۔ اس وقت جو امرِ حق علاء اعلیٰ کے علوم سے مطابقت رکھتا ہے' وہ یہ ہے کہ ان دونوں کو ایک مذہب کی طرح کر دیا جائے۔ ان دونوں کے مسائل کو حدیثِ نبویؐ کے مجموعوں سے مقابلہ کر کے دیکھا جائے جو کچھ ان کے موافق ہو' وہ باقی رکھا جائے' اور جس کی کوئی اصل نہ ملے' اسے ساقط کر دیا جائے۔ پھر جو چیزیں تنقید کے بعد ثابت نکلیں' اگر وہ دونوں مذہبوں میں متفق علیہ ہوں تو وہ اس لائق ہیں کہ انہیں دانتوں سے پکڑ لیا جائے اور اگر ان دونوں کے درمیان اختلاف ہو تو مسئلے میں دونوں قول تسلیم کئے جائیں' اور دونوں پر عمل کرنے کو صحیح قرار دیا جائے' یا تو ان کی حیثیت ایسی ہوگی' جیسی قرآن میں اختلافِ قرأت کی حیثیت ہے' یا رخصت اور عزیمت کا فرق ہوگا' یا کسی مخمصے سے نکلنے کے دو راستوں کی سی نوعیت ہوگی جیسے تعدادِ کفارات یا دو برابر کے مباح طریقوں کا سا حال ہوگا۔ ان چار پہلوؤں کے باہر کوئی پہلو ان شاء اللہ تعالیٰ نہ پایا جائے گا۔''

(2) تحقیق و اجتہاد کا راستہ:

توازن و اعتدال کا یہ مسلک اختیار کرنے سے فائدہ یہ ہے کہ تعصب اور تنگ نظری اور تقلید جامد اور طویل بحث و مباحثے میں تضیع اوقات کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور وسعتِ نظر کے ساتھ ساتھ تحقیق و اجتہاد کا راستہ کھلتا ہے چنانچہ اس کے ساتھ ہی شاہ صاحب اجتہاد کی ضرورت پر زور دیتے ہیں' اور قریب قریب ان کی تمام کتابوں میں ایسی عبارتیں موجود ہیں جن میں کسی نہ کسی طرح تحقیق و اجتہاد پر اکسایا گیا ہے۔

یہی نہیں کہ شاہ صاحب نے اجتہاد پر محض زور ہی دیا ہو' بلکہ انہوں نے پوری تفصیل کے ساتھ اجتہاد کے اصول و قواعد اور اس کی شرائط کو بھی بیان کیا ہے۔ ان کی تصانیف میں اجتہاد کے مسئلے پر کہیں اشارات اور اور لیکن مفصل تقریریں موجود ہیں۔ نیز اپنی کتابوں میں جہاں بھی انہوں نے کسی مسئلے پر گفتگو کی ہے' ایک محقق اور مجتہد کی حیثیت سے کی ہے۔ گویا کہ ان کی کتابوں کے مطالعے سے آدمی کو نہ صرف اجتہاد کے اصول معلوم ہو سکتے ہیں' بلکہ ساتھ ساتھ اس کی تربیت بھی ملتی ہے۔

(3) پورے اسلامی نظام کی تدوین:

مذکورہ بالا دو کام تو ایسے ہیں جو شاہ صاحب سے پہلے بھی لوگوں نے کئے ہیں' مگر جو کام ان سے پہلے کسی نے نہ کیا تھا' وہ یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کے فکری' اخلاقی' شرعی اور تمدنی نظام کو ایک مرتب صورت میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ وہ کارنامہ ہے جس میں وہ اپنے تمام پیشرووں سے بازی لے گئے ہیں۔ اگرچہ ابتدائی تین چار صدیوں میں بکثرت ائمہ گزرے ہیں' جن کے کام دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے ذہن میں اسلام کے نظامِ حیات کا مکمل تصور رکھتے تھے' اور اسی طرح بعد کی صدیوں میں بھی ایسے محققین ملتے ہیں' جن کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اس تصور سے خالی تھے' لیکن بقولِ مولانا مودودی: ''ان میں سے کسی نے بھی جامعیت اور منطقی ترتیب کے ساتھ اسلامی نظام کو بحیثیت ایک نظام کے مرتب کرنے کی طرف توجہ نہیں کی۔ یہ شرف شاہ ولی اللہ ہی کیلئے مقدر ہو چکا تھا کہ اس راہ میں پیش قدمی کریں۔''

ان کی کتابوں میں ''حجۃ اللہ البالغہ'' اور ''البدور البازغہ'' دونوں کا موضوع یہی ہے۔ پہلی کتاب زیادہ مفصل ہے اور دوسری زیادہ فلسفیانہ۔ ان کتابوں میں شاہ صاحب نے مابعد الطبعی مسائل سے ابتداء کی ہے اور تاریخ میں پہلی مرتبہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص فلسفۂ اسلام کا مدون کرنے کی بنیاد ڈال رہا ہے۔ اس سے پہلے مسلمان فلسفے کے میدان میں جو کچھ لکھتے اور کہتے رہے' اس کو محض نادانی سے لوگوں نے ''فلسفۂ اسلام'' کے نام سے موسوم کر رکھا ہے' حالانکہ وہ فلسفۂ اسلام نہیں فلسفۂ مسلمین سے ہے جس کا سلسلہ یونان' روم اور ایران و ہندوستان سے ملتا ہے۔ فی الواقع جو چیز اس نام سے موسوم کرنے کے لائق ہے اس کی داغ بیل سب سے پہلے شاہ صاحب ہی نے ڈالی ہے' اگرچہ اصطلاحات وہی قدیم فلسفۂ علم الکلام یا تصوف کی زبان سے لی ہیں' اور غیر شعوری طور پر بہت سے خیالات بھی وہیں سے لے لئے ہیں' جیسا کہ اولِ اول ہر نئی راہ نکالنے کے لئے طبعاً ناگزیر ہے' مگر پھر بھی تحقیق کا ایک نیا دروازہ کھولنے کی یہ ایک بڑی زبردست کوشش ہے'

خصوصاً ایسے شدید زوال و انحطاط کے دور میں اتنی طاقتور عقلیت کے آدمی کا ظاہر ہونا بالکل حیرت انگیز ہے۔

اس وقت مسلمانوں میں جو فلسفہ رائج تھا' وہ اسلام کے عملی' اخلاقی' فکری اور اعتقادی نظام سے کوئی ربط و تعلق نہ رکھتا تھا۔ اس وجہ سے اس کا رواج جتنا جتنا بڑھا' اسی قدر مسلمانوں کی زندگی بگڑتی چلی گئی۔ عقیدہ بھی کمزور ہوا' اخلاق بھی بگڑے اور قوائے عمل بھی سرد ہو گئے۔ ذہن میں منتشر و متصادم خیالات کی کشمکش کا یہ طبعی نتیجہ ہے' اور یہی اثر اب موجودہ مغربی فلسفے کے رواج پر بھی رونما ہو رہا ہے' کیونکہ وہ بھی کسی طرح نظامِ اسلامی کی فکری اساس نہیں بن سکتا۔

شاہ صاحب اپنے فلسفے میں کائنات اور کائنات میں انسان کا ایک ایسا تصور قائم کرنے کی سعی کرتے ہیں جو اسلام کے اخلاقی' معاشرتی و تمدنی نظام کے ساتھ ہم آہنگ ہو سکتا ہو' یا دوسرے الفاظ میں جس کو اگر شجرِ اسلام کی جڑ قرار دیا جائے تو جڑ میں اور اس درخت میں جو اس سے پھوٹا' عقلاً کوئی فطری مغائرت محسوس نہ کی جا سکتی ہو۔

اخلاقی نظام پر وہ ایک اجتماعی فلسفے کی عمارت اٹھاتے ہیں' جس کے لئے انہوں نے ''ارتفاقات'' کا عنوان تجویز کیا ہے' اور اس سلسلے میں شہریت' آدابِ معاشرت' سیاست' معیشت' عدالت' محصولات' ملکی نظم و نسق اور عسکری تنظیم وغیرہ کی تفصیلات بیان کی ہیں۔

''ارتفاق'' سے شاہ صاحب کی مراد افراد کا ایک دوسرے سے تعاون' اشتراکِ عمل اور معتدل و متوازن شہری زندگی کے قیام کے لئے ''تدبیراتِ نافعہ'' ہیں۔ اس طرح شاہ صاحب نے انسانی سعادت کے انفرادی و اجتماعی دونوں پہلوؤں اور دنیوی و آخروی دونوں زندگیوں سے بحث کی ہے۔ شاہ صاحب کے نزدیک یہ تکوینی نظام انبیائے کرام کے لائے ہوئے تشریعی نظام کے نہ صرف مطابق ہونا چاہئے' بلکہ اس کے لئے ممد و معاون اور ان کے مقاصد کا خادم بن کر رہنا چاہئے۔ انہوں نے پہلی مرتبہ معاشیات کا اخلاقیات سے گہرا رابطہ ثابت کیا ہے۔ شاہ صاحب کے نزدیک یہ ربط جب ٹوٹ جاتا ہے تو معاشیات اور اخلاقیات دونوں کو شدید بحران سے واسطہ پڑتا ہے' جس کا اثر مذہب و اخلاق' پرسکون انفرادی زندگی' پرامن اجتماعی زندگی' انسانوں کے باہمی روابط اور تمدن و تہذیب سب پر پڑتا ہے۔ ان کے نزدیک انسانوں کے اجتماعی اخلاق اس وقت بالکل برباد ہو جاتے ہیں' جب کسی مجبوری سے ان کو اقتصادی تنگی اور غربت و افلاس پر مجبور کر دیا جائے' اس وقت انسان گدھے اور بیل کی طرح سے روٹی حاصل کرنے کے لئے سرگرداں رہنے لگتے ہیں' اور ہر طرح کی سعادتوں اور ترقیوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

پس آئندہ قسط کا عنوان ہوگا:

دعوتِ فکر — محمد سمیع' کراچی

دفاع افغانستان کونسل اور دفاع عراق کونسل ـــــ یا تحریک رجوع الی اللہ

امریکی صدر جس کا اب نام لیتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ جو بزعم خود دنیا کی ترقی یافتہ ترین تہذیب کا نمائندہ ہے' اس کا عمل دیکھو اور اس کا دعویٰ دیکھو' اس کی زبان کی پھسلن کو' اس کا طرزِ عمل اس کی دلی خواہش کا مظہر بنا رہا ہے۔ جب اس نے افغانستان پر حملے کا حکم دیا تو ہمارے ایک مذہبی گروہ کی رگ حمیت دینی پھڑکی اور اس نے دفاع افغانستان کونسل بنالی۔ امریکہ کا تو وہ کیا بگاڑتا البتہ عوامی جوش و خروش پیدا کر کے ملک میں ایک ہلچل مچانے کی کوشش کی لیکن اس میں وہ کس حد تک کامیاب ہوا اس کا تجزیہ شاید آئندہ کا مورخ بہتر طور پر کر سکے گا' کیونکہ وقت موجود کے مورخ کے فیصلے تو عصبیت کی بنیاد پر ہی ہوا کرتے ہیں۔ چاہے وہ عصبیت گروہی ہو' قومی ہو یا قومیتی۔

اب جب اسی امریکی عفریت نے عراق پر حملہ کیا ہے تو ایک دوسرے گروہ نے دفاع عراق کونسل بنالی ہے۔ طریقۂ واردات وہی اگلے گروہ جیسی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلے گروہ کے وابستگان میں سے کچھ لوگوں نے عملی طور پر افغان جنگ میں حصہ لیا۔ دوسرا گروہ اس میں عملی حصہ نہیں لے پا رہا ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ افغانستان تو پڑوسی ملک تھا لیکن عراق تک جنگ کی حالت میں پہنچنا کیوں کر ممکن ہے۔ ہمارے پاس اس عذر کو قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ نیتوں کا حال صرف اور صرف اللہ عالم الغیب والشہادہ ہی جاننے والا ہے۔ پہلے گروہ نے اپنے مکتبۂ فکر کی سربلندی کے نعرے لگائے۔ دوسرے گروہ کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مکتبۂ فکر کی سربلندی کے حق میں نعرے لگائے۔ اس پر کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ کاش! کہ کوئی دفاع امت مسلمہ بنانے والا بھی ہوتا۔ کاش نعرے ایسے بنائے جاتے جو ہر مسلک و مذہب اور مکتبۂ فکر کو قابل قبول ہوتے۔ کاش کہ صرف ہمیں یہ کہہ کر نہ ڈرایا جاتا کہ اگلی باری تمہاری ہے بلکہ اس سے بچنے کا کوئی نسخہ بھی ہمیں بتایا جاتا۔ متحدہ مجلس عمل والے امریکہ کی مذمت کے لئے مارچ پر مارچ کر رہے ہیں۔ کاش وہ ملت کو اس مارچ پر بھی آمادہ کرتے جس کی منزل رجوع الی اللہ ہو۔ کاش کہ صرف حکمرانوں کی بداعمالیاں ہی نہ گنوائی جاتیں' ملت کے ہر فرد کو اس کی بداعمالیوں کی طرف متوجہ کیا جاتا۔ اپنی بداعمالیوں پر اظہارِ ندامت' اللہ کے حضور خالص توبہ اور آئندہ کے لئے اللہ کی ناراضگی سے بچنے کے عزم کی راہ کی جانب رہنمائی بھی کی جاتی۔ کاش! اے کاش!

اسلامک فریڈم آف اسپیچ!

رعنا ہاشم خان

''اے اہلِ ایمان بہت سے گمانوں سے بچا کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں' تجسس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کیا کرے کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟'' (الحجرات:12)

قرآنِ مجید نے ان آیات میں ان تین شیطانی کاموں کی نشاندہی کی ہے جو مردوں اور عورتوں میں یکساں مقبول ہیں' بلکہ یہ ایک دردناک حقیقت ہے کہ ہماری آج کی معاشرت میں یہ تینوں چیزیں مردوں کے مقابلے میں خواتین میں زیادہ پائی جاتی ہیں جبکہ غیبت ایسا سنجیدہ ایشو ہے کہ قرآن نے اسے مُردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا جس سے عقلاً بھی اس کی ناگواری واضح ہوگئی۔ نبی اکرم ﷺ نے غیبت کی وضاحت یوں فرمائی کہ ''غیبت یہ ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کا ذکر اس انداز میں کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہو''۔ آپؐ نے مزید فرمایا کہ ''اگر اس میں وہ برائی موجود ہے تب تو تم اس برائی کا ذکر کر کے غیبت کے مرتکب ہوگے اور اگر اس میں وہ عیب یا برائی موجود نہ ہو تو تم تہمت اور بہتان کا ارتکاب کرو گے''۔ ہماری آج کی معاشرت میں دوسروں کو بونا ثابت کر کے طویل ہونے کی کوشش میں غیبت' دوسروں کے حال کا تجسس اور حسد عام بیماریاں ہوگئی ہیں۔ بغیر علمِ صحیح کے بحث برائے بحث زیادہ تر مجلسوں کا main menu ہوتا ہے جبکہ قرآنِ مجید میں فرمایا گیا کہ ''جس چیز کا علم نہیں اس میں کج بحثی نہ کرو''۔ (آل عمران)

نتیجتاً بدگمانی اور دل میں کینہ رکھنا بہتر سمجھ لیا گیا ہے بنسبت اچھا گمان رکھنے یا رنجش دور کر لینے کے! حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے: کہ ''تیرا کلام بتا دے گا کہ تیرے دل میں کیا ہے''۔ اگر دل صاف ستھرا اور ایمان سے منور ہے تو یہ خوبی کلام میں بھی در آتی ہے لیکن اگر دل کرپٹ اور شیطانی تصرف میں ہے تو کلام بھی اسی کا مظہر ہوگا۔ گفتگو آپس میں ربط وضبط کا خاص الخاص ذریعہ ہے۔ یہ کام بذریعہ زبان بھی ہوتا ہے اور بذریعہ قلم بھی۔

کسی دانشور کا قول ہے کہ اگر آپ کے پاس کہنے کو کوئی اچھی بات نہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ آپ خاموش رہیں اور فرمایا نبی ﷺ نے کہ ''جو اللہ اور یومِ آخرت پر یقین رکھتا ہے وہ یا تو اچھی بات کرتا ہے یا پھر خاموش رہتا ہے''۔ (بخاری)

ٹیلی فون' ای میل' رسائل وجرائد اور دیگر تمام سہولتیں اور ذرائع جن کے ذریعے ہم اپنے جذبات واحساسات کو الفاظ کے قالب میں ڈھال کر حق کی تائید اور باطل کی تردید کر سکتے ہیں' افسوس کہ ہم میں سے اکثر ان کے ذریعے غیبت اور چغل خوری جیسے فعلِ بد کی انجام دہی میں مصروف ہے۔ غیبت کی کئی قسموں میں سے ایک غیبت کو انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ سننا بھی ہے۔ یہ ذوق وشوق غیبت کرنے والے کو مزید شہہ دینے کا باعث بنتا ہے اور یوں وہ اپنی بے وزن بات میں وزن پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے نہ صرف غیبت کو سننا غیبت ہے بلکہ اس پر خاموش رہنا بھی اسی زمرے میں شامل ہے۔ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ جہاں کوئی گناہ ہو رہا ہو وہاں موجود شخص بھی برابر کا گناہ گار ہوگا چاہے بذاتِ خود گناہ میں شریک نہ ہو' کیونکہ ہماری موجودگی گناہ پر رضامندی کی حیثیت رکھتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے غیبت کو زنا سے بڑا گناہ قرار دیا۔ غیبت صرف زبان سے ہی نہیں کی جاتی بلکہ آنکھوں اور ہاتھوں سے بھی کی جاتی ہے۔ غیبت سے نہ صرف رشتوں میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں بلکہ کئی دوستیاں پنپنے سے پہلے ہی مرجھا جاتی ہیں۔ تصور کریں اس گناہ کے معاشرے پر مرتب ہونے والے اثرات اور سزاؤں کا جو اس کی پاداش میں آخرت میں مل سکتی ہیں۔ قبر کا عذاب' برزخ اور حشر کے میدان میں اس کے خوفناک نتائج پر غور کریں اور پھر اس ایک فون کال' ای میل یا محفل کو ذہن میں لائیں جس میں کسی کی غیبت کر کے چند لمحے کی شیطانی خوشی اور کیف وسرور حاصل کیا گیا ہو' کیا یہ چند لمحے کی ''خوشی'' زیادہ اہم ہے ان دردناک سزاؤں سے جو اس کے باعث مقدر بن سکتی ہیں۔

غیبت' چغلخوری اور بہتان کا ایک نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اپنی نیکیاں دوسرے کے حساب میں لکھ دی جاتی ہیں۔ ایک شخص نے امام ابوحنیفہؒ کو سرِ عام برا کہا۔ آپ نے اس کے گھر اشرفیاں بھجوا دیں' وہ شخص حیران ہوا تو فرمایا کہ یہ اشرفیاں میری طرف سے شکریہ کے طور پر قبول کر کہ تو نے مجھے اپنی نیکیاں دے دیں۔ آج ہمارے پاس کسی کارِ خیر میں شریک ہونے یا دینی فلاحی کام کے لئے وقت نہیں ہے' پابندیٔ وقت یا علم حاصل کرنے کی فرصت نہیں ہے' نئی نسل کی تعلیم وتربیت اور اپنی اصلاح کی توفیق نہیں ہے لیکن غیبت اور چغل خوری کے لئے ہر گھڑی تیار وکامران ہیں ہم! غیبت کی زیادہ تر وجوہات میں احساسِ کمتری' حسد' بری صحبت کا دباؤ اور استہزاء شامل ہیں۔ بعض افراد غیبت اور چغل خوری کو اپنا لائف اسٹائل بنا لیتے ہیں۔ مغربی کلچر کی اندھا دھند تقلید نے تمام دنیا کو ''فریڈم آف اسپیچ'' کے تحفے سے بھی نوازا ہے۔ مغرب میں بکثرت استعمال کئے جانے والے اس جادوئی کلمہ کی رُو سے ہر ایک اپنے ویوز کو الفاظ کا روپ دینے میں آزاد ہے چاہے اس سے کسی کی کتنی ہی دل آزاری اور دل شکنی کیوں نہ ہوتی ہو۔ اپنے مفاد کے لئے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ ثابت کرنا بھی اس میں شامل ہے۔ امریکن میڈیا سے لے کر وہائٹ ہاؤس تک اس ''فن'' کی اپنی ایک تاریخ رکھتا ہے۔

فریڈم آف اسپیچ مغربی معاشرت میں ڈیموکریسی اور مساوات کے لبادے میں انسانی وشخصی آزادی تو کسی حد تک فراہم کرتی ہے لیکن انسانی ذمہ داریوں سے قطعاً بے بہرہ ہے۔ یہ صرف ذاتی احساسات کو زبان دینا جانتی ہے دوسروں کے احساسات کی اس کے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ صدام حسین پر کیمیائی ہتھیار بنانے کے الزام لگا کر یہ فریڈم آف اسپیچ یعنی ڈیزرٹ اسٹارم جیسے آپریشن عراقی فریڈم تو بن سکتی ہے لیکن انسانیت یا دین ودنیا کی بھلائی کے کارہائے انجام دینے سے قاصر رہتی ہے۔ مشہور دانشور نوم چومسکی کو کبھی کسی بڑے امریکی نیٹ ورک نے مدعو نہیں کیا کیونکہ وہ اس مغربی فریڈم آف اسپیچ کا شدید مخالف ہے اور اس کی گفتگو اور تجزیئے امریکی ایلیٹ کلاس کو فکر مند کر ڈالتے ہیں۔ ہم آج روحانی طور پر اس قدر بینک رپٹ ہو چکے ہیں کہ تجسس اور ٹوہ کو اس کا بدصورت سر اٹھانے سے پہلے ہی کچل ڈالنے کی کوشش نہیں کرتے حالانکہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس کے بعد اگلا قدم غیبت اور چغل خوری ہی ہوتا ہے۔

اسلام نے خیالات واحساسات کے اظہار کی مکمل آزادی دی ہے جس کی شرط یہ ہے کہ اس کے ذریعے حق کا پروپیگنڈا کیا جائے' منکر کو روکا جائے اور معروف کا حکم دیا جائے' بجائے منافرت' دشمنی اور بدامنی پھیلانے کے۔ یہ ''اسلامک فریڈم آف اسپیچ'' مغرب میں رائج نظریۂ اظہارِ آزادی سے کہیں بلند وبرتر اور عین انسانیت کے مفاد میں ہے۔ یہ کسی انسان کو ایسی زبان استعمال کرنے سے باز رکھتا ہے جو معاشرے میں انارکی پھیلانے کا موجب ہو۔ ہم مسلمان ہیں' ہمارا دین اسلام ہے جس کا ایک ہائی اسٹینڈرڈ ہے' لہٰذا ہمیں مغرب سے درآمد شدہ لو اسٹینڈرڈ

(باقی صفحہ 14 پر)

☆ ایمان اور اسباب میں سے فیصلہ کن کیا شے ہے؟

☆ قرآن وحدیث کی روشنی میں ٹی وی یا کیمرہ کی تصویر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

☆ عراق جنگ میں امریکہ کے خلاف لڑنے والے مسلمان اگر مارے جائیں تو کیا شہید ہوں گے؟

قرآن آڈیٹوریم میں ہفتہ وار درسِ قرآن کے بعد محترم ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال وجواب کی نشست

س: کیا ٹی وی اور تصویر ایک چیز ہیں؟ حضور ﷺ کی احادیث کے حوالے سے اپنی رائے دیں۔

ج: حضور ﷺ کی حدیث سے جو چیز حرام ثابت ہوتی ہے وہ ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویر یا ہاتھ سے بنایا ہوا مجسمہ ہے۔ یہ دونوں چیزیں قطعاً حرام ہیں' اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ حضور ﷺ کے زمانے میں کیمرہ نہیں تھا۔ جب کیمرہ ایجاد ہوا تو سوال پیدا ہوا کہ اب اس کے ذریعے جو تصویر بنتی ہے' اس کا کیا حکم ہے۔ عالم عرب کے علماء کی اکثریت نے کہا کہ چونکہ اس میں انسان کے ہاتھ کا کوئی Contribution نہیں ہے لہٰذا یہ حرام نہیں ہے گویا علی الاطلاق حلال ہے۔ ہندوستان کے علماء کی اکثریت کی رائے یہ تھی کہ یہ بھی حرام ہے۔ لیکن ہندوستان کے بعض علماء نے بھی بعض چیزوں میں تصویر کی اجازت دی ہے مثلاً مجرموں کی شناخت کے لئے' تفتیش کے لئے' پاسپورٹ کے لئے' شناختی کارڈ کے لئے تاکہ معلوم ہو کہ آپ کس ملک کے شہری ہیں' یعنی اس کے لئے انہوں نے بھی کیمرے کی تصویر کو جائز قرار دیا ہے۔ اس پر ہم نے یہ سمجھا ہے کہ اگر اس کے لئے جائز ہے تو دین کی تعلیم اور تلقین کے لئے بھی جائز ہے۔ جہاں تک ویڈیو کا تعلق ہے' اس میں کوئی تصویر ہوتی ہی نہیں۔ سینما کی جو فلم ہوتی تھی' اس میں تو آپ کو معلوم ہے کہ رول ہوتے تھے' اس میں تصویر ہوتی تھی۔ ایک سیکنڈ میں سولہ تصویریں نکلتی تھیں تو پھر وہ متحرک محسوس ہوتی تھیں۔ لیکن تصویر موجود ہوتی تھی۔ موجودہ ویڈیو کیسٹ کے اندر تو تصویر نہیں ہے۔ یہ تو ایک الیکٹرانک پروسیس ہے جس کے ذریعے سے یہ سارا کام ہو رہا ہے۔ اس میں حرمت کا پہلو میرے نزدیک نہیں ہے' البتہ احتیاط کا پہلو یہ ہے کہ دین کی دعوت وتبلیغ کے علاوہ دوسرے مقاصد کے لئے اس سے پرہیز کیا جانا چاہئے یعنی یہ جو عام طور پر شادیوں کے ویڈیو بن رہے ہیں' یا ایسے ہی فوٹو کھینچ کر انہیں گھروں میں لٹکایا جا رہا ہے یہ چیزیں دین کے مزاج کے خلاف ہیں۔

س: ایمان اور اسباب میں سے Decisive چیز کیا ہے؟

ج: Decisive چیز تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اسباب کے بارے میں فرمایا گیا کہ جو بھی تمہیں اسباب دستیاب ہوں ان کو ضرور اختیار کرو' اسباب سے مستغنی ہونے کی تعلیم نہیں دی گئی۔ لیکن ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ کبھی یہ نہ سمجھنا کہ ان ذرائع اور مادی وسائل و اسباب کے ذریعے سے نتیجہ نکلے گا۔ بلکہ نتیجہ وہ نکلے گا' جو اللہ چاہے گا۔

س: گزشتہ درس کے سوال وجواب کے سیشن میں آپ نے فرمایا تھا کہ آپ کے خیال میں ایصالِ ثواب کے لئے مالی عبادت کی جاسکتی ہے' لیکن بدنی عبادت کے ذریعے ایصالِ ثواب نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کے اس خیال کی بنیاد کیا ہے؟

ج: بنیاد یہی ہے کہ انسان جسمانی طور پر جو بھی عمل کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کی ذات کے لئے ہوتا ہے اور جو شے اس کی ذات کے لئے ہے وہ کہیں اور شفٹ نہیں ہوگی۔ انسان کوئی مالی نیکی کرتا ہے تو وہ کسی اور کے فائدے کے لئے کرتا ہے۔ مثلاً کسی یتیم' کسی مسکین یا کسی بیوہ کا بھلا کرتا ہے۔ میرے نزدیک اس فائدے کا ثواب منتقل ہوسکتا ہے۔ ویسے ہمارے ہاں حنفی حضرات بدنی عبادات کے ایصالِ ثواب کے قائل ہیں' جبکہ یہ میں اپنی ذاتی رائے عرض کر رہا ہوں۔ اس کے علاوہ اہلِ حدیث حضرات کی رائے بھی یہی ہے کہ بدنی عبادت نہیں بلکہ مالی عبادت کا ایصالِ ثواب ہوتا ہے۔ مثلاً کسی شخص کے ذمے نمازیں رہ گئیں تو آپ نمازیں ادا کر کے اس کی نمازوں کا کفارہ نہیں کر سکتے۔ لیکن حنفیوں کے نزدیک اس کا کفارہ بھی مالی عبادت ہی ہے۔ اسی طرح کسی شخص کے ذمے زکوٰۃ رہ گئی تھی' اس کے وارث وہ ادا کر دیں گے تو ادا ہو جائے گی۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس زکوٰۃ سے فائدہ غرباء کو ہوگا' مساکین کو ہوگا۔ اسی طرح کسی کے والد قرض چھوڑ کر فوت ہو گئے' تو اگر اولاد وہ قرض ادا کر دے گی تو والد کی طرف سے قرض ادا ہو جائے گا' کیونکہ یہ کسی کا حق تھا جو انہوں نے ادا نہیں کیا تھا' آپ نے ادا کر دیا تو وہ ان کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔ اسی بنیاد پر میں سمجھتا ہوں کہ صرف مالی عبادت کا ثواب منتقل کیا جاسکتا ہے۔

س: عراق میں جنگ شروع ہو چکی ہے' آپ یہ بتائیں کہ اس جنگ میں جو لوگ مارے جائیں گے' وہ شہید ہوں گے؟ اسی طرح اگر وہاں کا مسلمان یا کوئی باہر سے جا کر امریکی فوج کے خلاف لڑتا ہے تو یہ قتال کے درجے میں آئے گا یا نہیں؟

ج: اللہ بہتر جانتا ہے' کس کی کیا نیت ہے۔ ہر کوئی اپنی نیت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پالے گا۔ امریکہ کے خلاف موجودہ جنگ بلاشبہ قتال کے درجے میں ہے۔ اگر عراقی مسلمانوں کی مدد کے لئے وہاں کوئی مسلمان جاتا ہے اور مارا جائے یا کوئی مقامی مسلمان اس جنگ میں مارا جاتا ہے تو وہ میرے نزدیک شہید کا درجہ پائے گا' بشرطیکہ وہ خود دین پر عمل پیرا ہو۔

س: ہماری دینی تعلیمات کے مطابق کسی کے نام کو تبدیل کرنا منع ہے جبکہ کئی صحابہ کے نام جو معروف ہیں' وہ اصل سے مختلف ہیں' مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ ' اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ج: قرآن وحدیث میں درحقیقت کسی کا نام بگاڑنے سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ تو حضور ﷺ کا پیار میں رکھا ہوا نام تھا' کیونکہ انہوں نے ایک بلی پالی ہوئی تھی جو ہر وقت ان کے ساتھ رہتی تھی۔ ایک مرتبہ آپؐ نے انہیں یوں پکارا ''یا اباہریرہ'' اے بلی کے باپ یا بلی والے۔ اس میں کوئی برائی' یا اُن کی توہین نہیں تھی۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے درمیان (جیسا کہ شوہر اور بیوی میں ہو جاتی ہے) ناچاقی ہوگئی' تو حضرت علیؓ ناراضگی کے اظہار کے لئے اپنے حجرے سے نکل کر مسجد میں آ کر لیٹ گئے۔ حضور ﷺ کو معلوم ہوا تو آپؐ مسجد میں آئے۔ اس وقت حضرت علیؓ کی آنکھ لگ گئی تھی۔ آپؐ نے انہیں اٹھایا اور کہا اٹھو ابو تراب' یعنی مٹی والے کیونکہ اس وقت ان کے کپڑوں اور جسم پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ یوں ''ابو تراب'' ان کی کنیت ہی بن گئی۔ اس میں کوئی چڑانا مقصد نہیں تھا' بلکہ ایک خاص نسبت جو اس وقت ہوگئی تھی اس حوالے سے اُن کا نام پڑ گیا۔

زندہ قوت تھی زمانے میں یہ توحید کبھی

مولانا غلام اللہ خان حقانی

توحید کا اعتقادی پہلو تو یہ ہے کہ کسی کی عبادت اور پرستش نہ ہو۔ کوئی مشکل کشا نہیں، کوئی حاجت روا نہیں، کوئی پُشت پناہ نہیں، سوائے اللہ کے۔ وہ کسی کا باپ نہیں، کسی کا بیٹا نہیں۔ یہ تمام امور حقیقتاً توحید کے لئے محکم فکری اساس فراہم کرتے ہیں۔ اس وقت ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اس میں سیکولرازم نے پوری دنیا پر غلبہ پالیا ہے۔ اس نظام کی رو سے انسانی زندگی دو حصوں میں منقسم کر دی گئی ہے۔ ایک ہے انسان کی زندگی کا انفرادی گوشہ اور دوسرا اجتماعی گوشہ۔ اس نظام نے انفرادی گوشے میں انسان کو یہ آزادی دی ہے کہ وہ جس کو چاہے خدا مان لے، جسے چاہے اور جب چاہے اس کی عبادت کرے۔ اپنی غمی اور خوشی کے مواقع جس طرح چاہے سرانجام دے۔ انفرادی زندگی کے اس رویئے کو سیکولرازم مذہب کا نام دیتا ہے اور اس کے متعلق یہ بات طے کر دی گئی ہے کہ:

Religion is the private affair of an individual

یعنی مذہب انسان کا انفرادی معاملہ ہے، جبکہ اس کی زندگی کے اجتماعی گوشے یعنی سیاسی، معاشی اور معاشرتی معاملات مذہب کے عمل دخل سے آزاد ہوں گے۔ گویا کہ سیکولرازم کا مفہوم ہے: لادینیت + ہم مذہب۔ یعنی تمام مذاہب کو تسلیم کرو، لیکن دین کے معاملے یعنی انسانی زندگی کے اجتماعی گوشوں میں حاکمیت اور ملکیت کے حوالے سے انسان کا اپنا فیصلہ ہوگا کہ اسے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے، اگرچہ ہمارے نزدیک توحید کا پوری انسانی زندگی پر محیط ہونا ایمان کا لازمی تقاضا ہے، لیکن جس نظام کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہے اور وہ جس نظریئے پر قائم ہے، اس کے ابطال کے لئے اور دنیا کو سمجھانے کے لئے یہ تقسیم ضروری ہے، لہٰذا تنظیم اسلامی پر بالخصوص یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نظریہ توحید کو اعلیٰ علمی سطح پر محکم دلائل کے ساتھ پیش کرے اور انسان کی اجتماعی زندگی پر اس کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں، ان کی ترویج کرے۔ یہ کام مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ صدیوں کے زوال و انحطاط کی وجہ سے اس عظیم انقلابی نظریہ نے یا تو یہ حیثیت اختیار کر رکھی ہے کہ وہ عنوان بنا ہے کسی مذہبی تفرقے کا، یا پھر وہ عنوان بنا ہے ربطِ حادث بالقدیم جیسے دقیق اور لاینحل مسائل کا یا پھر وہ عنوان بنا ہے باری تعالیٰ کی ذات وصفات جیسے متکلمانہ مباحث کا کہ جن کا حاصل کچھ نہیں۔ بقول علامہ اقبال۔

زندہ قوت تھی زمانے میں یہ توحید کبھی
اور اب کیا ہے، فقط اک مسئلہ علم کلام

توحید کی قوت کا صحیح اندازہ دو سطحوں پر ہو سکتا ہے: بندۂ مومن کی زندگی کی انفرادی سطح اور اس کی زندگی کی اجتماعی سطح۔ انفرادی سطح پر یہ نظریہ بندۂ مومن کو خوف وحزن سے نجات دیتا ہے اور اسے صدق وصفا، صبر وتوکل، راضی برضا اور تقویٰ واحسان جیسی صفاتِ عالیہ سے متصف کرتا ہے۔ جب بندۂ مومن ان صفات کا پرتو بن جاتا ہے تو اس کی کشمکش عالمِ خاکی سے عالم افلاکی پر منتقل ہو جاتی ہے۔ اب عالم افلاک اس سے خوف کھاتا ہے۔ وہ جو علامہ اقبال نے کہا ہے کہ۔

وجودِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے

اس کشمکش کی صحیح ترجمانی علامہ نے اپنے ان اشعار میں کی ہے:۔

افلاک سے ہے اس کی حریفانہ کشاکش
خاکی ہے مگر خاک سے آزاد ہے مومن
جچتے نہیں کنجشک و حمام اس کی نظر میں
جبریل و سرافیل کا صیاد ہے مومن

اور جب مومن اس کشمکش میں کامیاب ہو کر جنت میں پہنچتا ہے تو اس کا تذکرہ علامہ نے یوں کیا ہے:

کہتے ہیں فرشتے کہ دلآویز ہے مومن
حوروں کو شکایت ہے کم آمیز ہے مومن

انفرادی سطح پر یہ نظریہ بندۂ مومن کو اس اعلیٰ مقام پر پہنچاتا ہے، جبکہ اجتماعی سطح پر اسے اللہ کی نیابت وخلافت جیسے عظیم منصب پر سرفراز کرتا ہے۔ نظریہ توحید بندۂ مومن سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ اٹھے اور نظام اجتماعی کے فساد کو ختم کریں۔

توحید کی وہ تین فروعات جو انسان کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام میں عدل وقسط برپا کرتی ہیں، ان میں اولین اللہ کی حاکمیت مطلقہ کا اصول ہے، جس سے انسانی حاکمیت کے جملہ تصورات کی جڑ کٹ جاتی ہے اور انسانوں کے مابین بندہ وآقا، حاکم ومحکوم کی تمیز کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ قرآن نے اللہ کی حاکمیت مطلقہ کو مختلف اسالیب میں بیان کیا ہے۔ سورۂ یوسف کی آیت 40 "الا لہ الخلق والامر" سورۃ الکہف کی آیت 26 "ولا یشرک فی حکمہ احدا" اور سورۂ بنی اسرائیل کی آخری آیت کا یہ ٹکڑا "ولم یکن لہ شریک فی الملک" جس کی ترجمانی علامہ اقبال کے اس شعر میں ملتی ہے۔

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی، باقی بتانِ آزری

ان آیات کے ذریعے قرآن اپنے ماننے والوں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ کمربستہ ہو جائیں اور انقلاب برپا کر کے اللہ کی حاکمیت کو بحال کریں۔ اگرچہ نظری اعتبار سے سیاسی وقانونی مساوات کا یہ مطلوبہ ہدف جمہوریت کے نظریئے کے تحت بھی ممکن ہے، لیکن عملی اعتبار سے واقعہ یہ ہے کہ اپنے آغاز سے لے کر آج تک اس دلفریب نعرے کی آڑ میں یا تو جاگیرداروں نے عوام کا استحصال کیا ہے یا سرمایہ داروں نے۔ علامہ اقبال نے "ابلیس کی مجلسِ شوریٰ" میں جمہوریت کے اس مکروہ چہرے سے جو پردے ہٹائے ہیں اور اس نظام باطنی کی خباثتوں کو کھول کر بیان کیا ہے:۔

خیر ہے سلطانیٔ جمہور کا غوغا کہ شر
تو جہاں کے تازہ فتنوں سے نہیں ہے باخبر
ہوں مگر میری جہاں بینی بتاتی ہے مجھے
جو ملوکیت کا اک پردہ ہے اس سے کیا خطر
ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خودشناس و خودنگر
کاروبارِ شہریاری کی حقیقت اور ہے
یہ وجودِ میر و سلطان پر نہیں ہے منحصر
مجلسِ ملت ہو یا پرویز کا دربار ہو
ہے وہ سلطاں غیر کی کھیتی پہ ہو جس کی نظر
تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں، چنگیز سے تاریک تر

نظریہ توحید کی دوسری انقلابی فرع یہ ہے کہ حاکمیت کی طرح ملکیت مطلقہ کا حق بھی صرف اللہ کے لئے ہے۔ قرآن نے اللہ کے اس حق کا اظہار مختلف اسالیب میں کیا ہے: کبھی آیا ہے "للہ ما فی السموت فی الارض" اور "لہ ما فی السموۃ وما فی الارض" اور کبھی آیا ہے "وللہ میراث السموۃ والارض" اور "وللہ خزائن السموت والارض" علامہ اقبال نے "ابلیس کی مجلس شوریٰ" میں معاشی سطح پر اللہ کے اسی حق کو بڑے عمدہ پیرائے میں یوں بیان کیا ہے:۔

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف
منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امین
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمین

عقیدۂ توحید کی تیسری انقلابی فرع وحدتِ الٰہ ورب اور وحدتِ آدم وحوا کا انقلابی نعرہ ہے' یعنی تمام انسان ایک ہی اللہ کی مخلوق اور ایک ہی انسانی جوڑے آدمؑ وحوا کی اولاد ہیں اور اس ناطے برابر ہیں۔ اسلام میں برہمن اور شودر' کالے اور گورے کی کوئی تقسیم نہیں ہے' اگرچہ مرورِ زمانہ سے یہ تقسیم توحید کے ماننے والوں میں بھی نمایاں ہوتی جا رہی ہے' لہٰذا آج سید زادہ چاہے زانی اور شرابی ہی کیوں نہ ہو' اس کے گھٹنے کو احترام کے ساتھ ہاتھ لگایا جاتا ہے۔ یہی تقسیم وڈیروں' زمینداروں اور ان کے مزارعین کے مابین بھی دیکھنے میں آتی ہے۔ توحید کی رو سے یہ ساری تقسیم غلط اور موجبِ فساد ہے۔

یہی وہ مقام ہے' جہاں پہنچ کر ایچ جی ویلز جیسا شاتمِ رسول بھی حضرت محمد ﷺ کی عظمت کو سلام کرتا ہے۔

"....انسانی حریت' اخوت اور مساوات کے وعظ تو دنیا میں پہلے بھی بہت کہے گئے تھے۔ چنانچہ مسیح ناصری کے یہاں بھی ایسے وعظ بکثرت مل جاتے ہیں لیکن اس حقیقت کو مانے بغیر چارہ نہیں ہے کہ ان اصولوں پر ایک معاشرہ قائم کیا حضرت محمدؐ نے۔"

یہ ہے توحید کے وہ تین انقلابی پہلو جن کو اس دور میں اجاگر کرنا از حد ضروری ہے۔ اسلامی انقلاب کے لئے ان چیزوں پر زور دینا ہوگا اور اس مقصد کے لئے قرآن مجید بنیاد فراہم کرتا ہے۔ قرنِ اوّل میں بھی یہ نظریہ قرآن ہی کے ذریعہ لوگوں کے سامنے آیا تھا' جس نے انسانی معاشرے میں ایک ہلچل پیدا کر دی تھی۔ مولانا حالی نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے: ؎

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی
اک آواز میں سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغامِ حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نامِ حق سے

لہٰذا آج ضرورت ہے کہ ایک طرف تو اسلامی انقلاب کے اس اساسی نظریہ کو قرآن وحدیث کے حوالے سے اعلیٰ علمی سطح پر دنیا کے سامنے پیش کیا جائے اور دوسری طرف خود اس وقت کے ساتھ مسلح ہو کر باطل اور طاغوتی نظام سے ٹکر لی جائے۔ یہ جان لینا چاہئے کہ صرف توحید کو بیان کرنے سے ہماری نجات نہیں ہوگی' جیسا کہ قرآن میں ہے: "احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون O" بلکہ ہماری نجات تب ہوگی کہ جب ہم توحید کے اس ہتھیار سے لیس ہو کر نظامِ باطل کا مردانہ وار مقابلہ کریں گے۔ اور یہ کام آسان نہیں بلکہ دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔ بقول فیض احمد فیض: ؎

اس راہ میں جو سب پہ گزرتی ہے' سو گزری
تنہا پسِ زنداں کبھی رسوا سرِ بازار
گرجے ہیں بہت شیخ سرِ گوشۂ منبر
کڑکے ہیں بہت اہلِ حکم برسرِ دربار

چنانچہ انقلابیوں کو روکنے اور ان کی گردنیں قلم کرنے کے لئے صرف اہلِ اقتدار ہی نہیں اٹھتے بلکہ "پیر و ملا" بھی ان کے خلاف صف آرا ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ حضور ﷺ سے 150 سال کے فاصلے پر ہیں۔ آپ نے جب دیکھا کہ نظام میں ستم کہاں سے آیا ہے تو کھل کر اسی ٹرائیکا ہی کا ذکر کیا۔

وما افسد الدین الا الملوک
واحبار سوء ورھبانھا

جس کا جامع ترین ترجمہ اس شعر میں ملتا ہے: ؎

دین کو نقصان ہے ان تین سے
شاہ ظالم' پیر جاہل' مولوی بے دین سے

تو کام بہت کٹھن اور مشکل ہے لیکن ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ اگر ہم نظریۂ توحید کے ثمرات سے متصف ہوئے تو اللہ ضرور ہماری مدد فرمائے گا' ان شاء اللہ!

اگرچہ آج باطل نظام بڑا فربہ اور مضبوط نظر آ رہا ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ بالآخر حق کا نور چمکے گا اور تمام اطراف اسی کا بول بالا ہوگا' اسلامی انقلاب آئے گا' اگرچہ ذرا دیر سے ــــ ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ فیض ہی کے دو اشعار ہیں: ؎

گر آج مجھ سے جدا ہے تو کل بہم ہوں گے
یہ رات بھر کی جدائی تو کوئی بات نہیں
گر آج اوج پہ ہے طالعِ رقیب تو کیا
یہ چار دن کی خدائی تو کوئی بات نہیں!

یہ مضمون حلقہ سرحد شمالی کے سینئر رفیق تنظیم مولانا غلام اللہ خان حقانی کے اس خطاب سے تیار کیا گیا ہے جو "سادھوکے" میں سالانہ اجتماع کے موقع پر 24 فروری 2003ء کو کیا گیا تھا۔

فلسطین نمبر اور **اقبال نمبر**

کے بعد اب

ہفت روزہ **ندائے خلافت** لاہور کا

عراق نمبر

ان شاء اللہ 17 اپریل کو شائع ہو رہا ہے' جس میں

اسلام سے قبل عراق کی پانچ ہزار سالہ تاریخ کے علاوہ خلافت عباسیہ کے عہد میں عراق کے عروج' خلافتِ عثمانیہ میں اہلِ عراق کی خدمات' خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے پر مغربی استعمار کی عیارانہ سازشوں اور خصوصاً امریکہ کی ریشہ دوانیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ جابجا خاکے' نقشے اور مستند و معتبر اعداد و شمار "**عراق نمبر**" کو گھریلو ضرورت کی ایک مستقل حوالہ جاتی کتاب بناتے ہیں۔

اپنی کاپی آج ہی بک کروائیں

نیز مشتہرین حضرات ہماری یہ آواز دور دور تک پہنچانے کے لئے اپنی مصنوعات کے اشتہارات کے ذریعے اس کارِ خیر میں تعاون کر سکتے ہیں۔

شکریہ صدر بش، شکریہ!

تحریر: پاؤلو کولو ، ترجمہ: سید قاسم محمود

(یہ تحریر بین الاقوامی شہرت یافتہ پرتگالی ادیب پاؤلو کولو کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے، جن کی کتاب ''الکیمسٹ'' اور دوسری کتابیں پوری دنیا میں مقبول ہیں۔ پرتگالی زبان میں لکھے ہوئے اس بصیرت افروز طنز نامے کا ترجمہ انگریزی زبان میں ہوا، انگریزی سے اردو میں ہدیۂ قارئین ہے۔ مدیر)

شکریہ، اے عظیم لیڈر جارج ڈبلیو بش، شکریہ!

شکریہ، کہ آپ نے کرۂ ارض پر آباد ہر انسان پر ثابت کر دیا کہ صدام حسین دنیا کے لئے کتنا بڑا خطرہ ہے۔ اگر آپ نہ بتاتے تو ہم یہ بھول ہی جاتے کہ صدام نے اپنے لوگوں پر، کردوں پر اور ایرانیوں پر کیمیاوی ہتھیار استعمال کئے تھے۔ یہ کہ صدام حسین بڑا خون کا پیاسا آمرِ مطلق ہے اور موجودہ دنیا کا سب سے بڑا شیطان ہے۔

شکریہ ادا کرنے کی صرف یہی ایک دلیل نہیں ہے۔ شکریہ اس بات کا بھی ہے کہ آپ نے 2003ء کے ابتدائی دو مہینوں میں دنیا پر اور بھی بہت سی اہم باتیں آشکار کی ہیں۔ یہ دنیا پر آپ کا بہت بڑا احسان ہے، اور میں نے بچپن میں ایک نظم پڑھی تھی، جس کا سبق یہ ہے کہ کوئی تم پر احسان کرے تو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔

شکریہ، پوری دنیا کو یہ دکھانے کا شکریہ کہ ترکی کے لوگ اور ان کی پارلیمنٹ بکاؤ مال نہیں ہے، اور 26 ارب ڈالر کی کثیر رقم بھی ان کے لئے ایک حقیر چیز ہے۔

شکریہ، پوری دنیا کو یہ دکھانے کا شکریہ کہ اربابِ اقتدار کے فیصلے کیا ہوتے ہیں اور عوام کی خواہشات کیا ہوتی ہیں۔ پوری دنیا کو یہ دکھانے کا شکریہ کہ سپین کے وزیراعظم ماریا ازنار اور برطانیہ کے وزیراعظم ٹونی بلیئر نے ان لوگوں کو بے عزت کیا اور انہیں پائے حقارت سے ٹھکرا دیا، جنہوں نے اپنے ووٹ کی طاقت سے انہیں وزارتِ عظمیٰ کی کرسیٔ اقتدار پر براجمان کیا تھا۔ ازنار اقتدار کے نشے میں یہ حقیقت فراموش کرنے کی طاقت رکھتا ہے کہ سپین کے 90 فیصد باشندے جنگ عراق کے خلاف ہیں۔ ٹونی بلیئر کے دماغ میں یہ دیکھ کر ذرا سی بھی جنبش نہ ہوئی کہ اس کے انگلستان میں جنگ کے خلاف اتنے زبردست احتجاجی مظاہرے ہوئے کہ گزشتہ تاریخ میں کبھی نہ ہوئے تھے۔

شکریہ، ٹونی بلیئر کے لئے یہ امر ناگزیر بنانے پر آپ کا شکریہ کہ وہ برطانوی پارلیمنٹ کے سامنے ایک ایسی ''جعلی خفیہ رپورٹ'' پڑھ کر سنائیں جس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہ رپورٹ عراق کے بارے میں برٹش سیکرٹ سروس نے بڑی محنت سے تیار کی ہے، حالانکہ وہ رپورٹ دس سال پہلے ایک طالب علم نے تحریر کی تھی۔

شکریہ، پوری دنیا کے سامنے اپنے ہی وزیر خارجہ کولن پاول کو بے وقوف بنانے کا شکریہ، جس نے اقوام متحدہ کی سکیورٹی کونسل میں کیمیاوی ہتھیاروں کے ایسے ''فوٹو'' پیش کئے جن کو دو روز کے بعد ہی اقوام متحدہ کے مامور چیف اسلحہ انسپکٹر ہینس بلکس نے ثابت کر دکھایا کہ جعلی ہیں۔

شکریہ، پوری دنیا کو یہ دکھانے کا شکریہ کہ اقوام متحدہ کی تاریخ میں دوسری مرتبہ فرانس کے وزیر خارجہ کا استقبال حاضرین نے کھڑے ہو کر اور زبردست تالیوں سے کیا، جب انہوں نے جنگ کے خلاف اپنی تقریر کا آخری جملہ ادا کیا تھا۔ پہلی مرتبہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جب نیلسن منڈیلا نے اپنی تقریر ختم کی تھی۔

شکریہ، پوری دنیا کو یہ دکھانے کا شکریہ کہ اختلافات کی ماری ہوئی عرب اقوام بھی اب اتحاد کے لائق ہوتی جا رہی ہیں کہ انہوں نے فروری کے آخری ہفتے میں قاہرہ میں پہلی مرتبہ جنگ کے خلاف اور جنگ کی مذمت میں ایک متفقہ قرارداد منظور کی ہے۔

شکریہ، پوری دنیا کو یہ دکھانے کا شکریہ کہ آپ خود بھی فصاحت و بلاغت کے ساتھ جملہ بازی کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ آپ نے کیا خوب جملہ ارشاد فرمایا: ''اقوام متحدہ کو اب ایک موقع ملا ہے کہ وہ اپنی ضرورت کا اثبات کرے''۔ آپ کے اس جملے کی تاثیر سے بہت سے تذبذب میں پڑے ہوئے ممالک بھی جنگ کے خلاف ہو گئے۔

شکریہ، پوری دنیا کو یہ دکھانے کا شکریہ کہ آپ کی خارجہ پالیسی اتنی نشہ انگیز ہے کہ برطانیہ کا وزیر خارجہ جیک سٹرا بھی بہک کر یہ اعلان کر گیا کہ ''اکیسویں صدی میں جنگ عراق ایک ایسی جنگ ہے جس کو اخلاقی جواز حاصل ہے'' اور یوں بے چارا وزیر خارجہ لوگوں کی نظروں سے گر گیا۔

شکریہ، پوری دنیا کو یہ دکھانے کا شکریہ کہ آپ کے زیر اقتدار امریکہ میں اتنی طاقت ہے کہ وہ دوسرے ملکوں کے اتحاد میں دراڑیں ڈال سکتا ہے۔ یورپ جو متحد ہونے کی پوری کوشش کر رہا ہے، ان میں رخنہ اندازی کر کے آپ نے وارننگ دے دی ہے کہ اتحاد جیسی نعمت بھی آپ کی منظوری کے بغیر حاصل نہیں کی جا سکتی۔

شکریہ، پوری دنیا کو یہ دکھانے کا شکریہ کہ پانچوں براعظموں کے کروڑوں لوگ بھی کسی ایک بات پر متفق ہو کر مخالفانہ مظاہرے ہو سکتے ہیں، خواہ یہ مخالفت آپ ہی کو ہو۔

شکریہ، پوری دنیا کو یہ دکھانے کا شکریہ کہ آپ نے پوری انسانیت کو یہ خوشگوار احساس دلا دیا ہے کہ انسان کے الفاظ بے شک سنے نہ جائیں، لیکن اب وہ بول تو سکتا ہے۔ یہی احساس مستقبل میں بنی نوع انسان کو مزید طاقتور بنائے گا۔

شکریہ، پوری دنیا کو نظر انداز کرنے کا شکریہ، بے شک کرۂ ارض کا مستقبل نظر انداز کئے جانے والے، خارج کئے جانے والے لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔

شکریہ، آپ کا شکریہ کیونکہ آپ نہ ہوتے تو ہمیں احساس ہی نہ ہوتا کہ ہم میں بھی حرکت کرنے کی صلاحیت ہے۔ بے شک آج ہماری یہ صلاحیت حرکت میں نہ آئے، لیکن کل یہ تحریک بنے گی۔

شکریہ، بے شک آپ طبلِ جنگ بجا کر حملہ کر چکے ہیں اور اب طبلِ جنگ کو خاموش کرنا اور آپ کے حملہ آور لشکر جرار کی پیش قدمی کو روکنا ہمارے بس میں نہیں، لیکن زمانہ قدیم کے کسی یورپی بادشاہ کا ایک قول تو آپ کے گوش گزار کرنے کی سعادت حاصل کی جا سکتی ہے جو اس نے اپنے حملہ آور کو مخاطب کر کے کہا تھا۔ یہ کہ: ''صبح کی خوشگواری کے خوب مزے لوٹو، اور اپنے سپاہ کی زرہ بکتروں پر دھوپ کے لشکارے دیکھ دیکھ کر جتنے قہقہے لگا سکتے ہو لگا لو۔ شام کو میں تمہیں شکست دوں گا''۔

شکریہ، ہمیں یہ جاننے کی اجازت دینے کا شکریہ کہ کمزور و مجبور ہونے کا احساس کتنا عظیم احساس ہے، اور اس احساس کے اضطراب، کرب اور کشمکش سے گزرنا اور اس احساس کو طاقت میں بدلنے کی جرأت و ہمت اپنے اندر محسوس کرنا، ایک نعمت خداوندی ہے۔

سو، اے جارج ڈبلیو بش، اپنی صبح کی خوشگواری کے مزے لوٹو، اس سے جتنا لطف اندوز ہو سکتے ہو، ہو لو۔ ابھی تمہارا وقت ہے، کل تمہارا نہیں ہے۔

شکریہ، کہ آپ نے ہماری بات نہیں سنی۔

شکریہ، کہ آپ نے ہماری بات نہیں مانی۔

لیکن یاد رکھئے، کہ ہم آپ کی بات سن رہے ہیں۔

ہم آپ کا ایک ایک لفظ ہمیشہ یاد رکھیں گے اور ایک لفظ بھی فراموش نہ کریں گے۔

شکریہ، اے عظیم لیڈر جارج ڈبلیو بش، شکریہ!

آخر کیوں......؟

1۔ انسان نے ہمیشہ آخرت کی زندگی پر دنیا کی زندگی کو ترجیح دی آخر کیوں؟
حالانکہ آخرت کی زندگی اٹل اور ہمیشہ رہنے والی ہے جبکہ دنیا کی زندگی پُرفریب اور عارضی ہے۔

2۔ انسان مال و اسباب کے لئے چوری کرتا' دھوکہ دیتا' سود کھاتا اور حق تلفی کرتا ہے۔ آخر کیوں؟
حالانکہ جانتا ہے کہ ایک نہ ایک دن مال و اسباب تو کیا انسان نے خود بھی ختم ہو جانا ہے۔ تو پھر اتنی تگ و دو کس لئے؟

3۔ انسان جھوٹ' الزام تراشی' رشوت ستانی' دھوکہ بازی ترقی کے لئے لازمی سمجھتا ہے۔ آخر کیوں؟
حالانکہ جھوٹ' الزام تراشی' رشوت ستانی سب شیطانی کام ہیں' جو صریحاً نقصان میں ڈالنے والے ہیں۔

4۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا خون کرتا ہے۔ آخر کیوں؟
جب کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے جسدِ واحد کی طرح ہے اور ان کا آپس میں خون حرام ہے۔

5۔ دنیا میں کلمۂ حق اور نظامِ خلافت کے لئے تگ و دو نہیں کرتا۔ آخر کیوں؟
حالانکہ نظام خلافت اور دین حق کی تبلیغ کا کام اس کا مقصدِ حیات ہے۔

6۔ مسلمان اللہ کی زمین پر اللہ کی بادشاہی کے بجائے امریکہ کی بادشاہی کے لئے اپنے دین سے غداری کرتا ہے۔ آخر کیوں؟
حالانکہ بادشاہی دونوں جہاں کی صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔

7۔ اللہ کو چھوڑ کر امریکہ کو اپنا حامی اور مددگار ثابت کرتا ہے۔ آخر کیوں؟
حالانکہ سب سے بڑا حامی اور مددگار صرف اللہ ہے۔

8۔ انسان امریکہ اور شیطانی قوتوں سے ڈرتا ہے۔ آخر کیوں؟
حالانکہ ڈر اور خوف اللہ ہی کا ہونا چاہئے۔

9۔ اپنے مسلمان بھائی کے خلاف امریکہ کا ساتھ صرف اس لئے دیتا ہے کہ کہیں وہ پتھروں کے دور میں چلے جانے سے ذلیل و رسوا نہ ہو جائے۔ آخر کیوں؟
حالانکہ وہ جانتا ہے کہ عزت اور ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

10۔ بنیاد پرستی کو گالی تصور کرتا ہے۔ آخر کیوں؟
حالانکہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام سب سے بڑے بنیاد پرست تھے۔

11۔ امن کے لئے کفار (امریکہ) سے بھیک مانگتا ہے۔ آخر کیوں؟
تاریخ گواہ ہے کہ امن اور سکون صرف تلواروں کے سائے تلے ملتا ہے۔

سید رضاء الرحمٰن

12۔ جنگ اور جہاد سے ڈرتا ہے۔ آخر کیوں؟
حالانکہ یہ اسلام کا لازمی جزو ہے اس کا حکم اللہ اور اس کے رسولؐ نے دیا ہے۔

13۔ مسلمان مجاہدین (ملا عمر و اسامہ بن لادن) کی بجائے یہود و نصاریٰ کو دوست تصور کرتا ہے۔ آخر کیوں؟
i۔ حالانکہ قرآن شریف میں واضح حکم ہے کہ یہود و نصاریٰ کبھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔
ii۔ ایک مومن کی پہچان ہے کہ دوستی کرتا ہے تو اللہ کے لئے اور دشمنی رکھتا ہے تو وہ بھی اللہ کے لئے۔

14۔ دینِ اسلام پر وطنیت کو ترجیح دیتا ہے اور برملا کہتا ہے کہ "سب سے پہلے پاکستان" آخر کیوں؟
حالانکہ اللہ کا دین تمام ادیان سے بڑھ کر ہے تو پھر ملکوں کی کیا اوقات!

15۔ یہود و نصاریٰ کے مفادات کی حفاظت کرتے ہوئے ان کے جان و مال کی حفاظت کرتا ہے۔ آخر کیوں؟
حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان بدبختوں کے پور پور پر مارو۔

16۔ امریکہ کے کہنے پر ایٹمی پروگرام رول بیک کرتا ہے۔ آخر کیوں؟
جبکہ حکم ہوا ہے کہ کفار کے مقابلے میں اپنی تیاری ہر لحاظ سے بہتر رکھو۔

17۔ خاندانی رسم و رواج اور بدعات کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔ آخر کیوں؟
حالانکہ نبی کریمؐ کی ذات ہمارے لئے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔

18۔ پاکستان کی حالت کمزور سے کمزور تر ہوتی جارہی ہے۔
بھوک و افلاس' چور بازاری' دہشت گردی' بم دھماکے ذلت و رسوائی ہمارا مقدر بن چکی ہے۔ آخر کیوں؟
حالانکہ ہم نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے وعدہ کیا تھا کہ ہمیں زمین پر ایک ایسا ٹکڑا دے جس پر ہم تیرے اور تیرے رسولؐ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔ دین حق کی سربلندی کے لئے کام کریں گے' لہٰذا پاکستان صرف اور صرف اسلام کے لئے حاصل کیا گیا تھا' لہٰذا اسلام پہلے اور پاکستان بعد میں ہونا چاہئے تھا لیکن ہم نے مذہب سے پہلے پاکستان کا نعرہ لگا کر اللہ اور اس کے رسولؐ سے وعدہ خلافی کی ہے' لہٰذا ہمیں اس کی سزا ملی ہے۔

بقیہ: مختصر تحریریں

کی برائی کا جواب اچھائی میں دے کر Silent Majority پر یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اسلام امن اور سلامتی کا پرچار کرنے والا دین ہے۔

3۔ فرقہ بندی سے نہ صرف اللہ نے منع فرمایا ہے بلکہ آنحضرتؐ نے بھی نہایت ناپسند کیا ہے لہٰذا ہمیں آج ہی سے عہد کرنا ہوگا کہ اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے تھام کر صرف اور صرف مسلمان بنیں گے۔ آج کے بعد ہم میں سے نہ کوئی بریلوی ہوگا اور نہ کوئی دیوبندی اور نہ ہی کوئی دیگر فرقہ پرست کیونکہ کفار کی گولی کسی بریلوی دیوبندی یا شیعہ کو دیکھ کر نہیں چلتی وہ صرف کلمہ گو مسلمان پر چلتی ہے۔
لہٰذا ہمیں آپس کے فروعی اور فقہی اختلافات کو نظرانداز کرتے ہوئے صرف مسلم اور مومن بن کر زندگی گزارنا ہوگی۔ آپس کی نفرتوں کو ختم کر کے ہی ہم مضبوط' مستحکم اور بنیان مرصوص بن سکتے ہیں۔

بقیہ: مکتوبِ شکاگو

زیب نہیں دیتا۔ اگر ہم واقعی مسلم یونٹی کلچر پروان چڑھانا چاہتے ہیں تو ہمیں لوگوں کے ساتھ برا گمان کرنے سے بچنا ہوگا' باہمی جھگڑوں سے بچاؤ اور اس کی تدبیریں کرنا ہوں گی کہ حدیث کی رو سے امتِ مسلمہ کی مثال ایک جسم کی سی ہے' جب اس کے کسی عضو کو کوئی تکلیف ہو تو پورا جسم اس کے درد کو محسوس کرتا ہے۔ اگر ہمارے نام نہاد دوست اور بہی خواہ گناہ کے کاموں میں ساتھ نہ دینے پر ہم سے ناراض ہو جاتے ہیں تو ہمیں پریشان نہیں ہونا چاہئے کہ ہمیں غیر شرعی کاموں کی ترغیب دلانے والا بھلا ہمارے دوست ہی کب ہیں۔ ہم غیبت میں شریک نہ ہو کر اور ایسی صحبت سے دور رہ کر جہاں یہ قابلِ مذمت کام ہو رہا ہو' ان لوگوں میں خود کو شامل کر لیتے ہیں جن کے لئے فرمایا گیا کہ "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے سے آگ کو دور کر دے گا جس نے اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی آبرو کی حفاظت کی ہوگی"۔ (ترمذی)

غیبت اور چغل خوری
ہمارے گھر کی بربادی کا اصل سبب

بیگم الطاف' لاہور

آج سے اٹھارہ سال پہلے ہم پانچ بہنوں کے اکلوتے بھائی نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں فلاں لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں' آپ لوگ پیغام لے کر جائیں۔ اس بات سے پورے خاندان میں طوفان برپا ہوگیا۔ سب لوگ پسند کی اس شادی کے مخالف تھے۔ میرے خاندان کو اپنی اعلیٰ نسب ہونے کا بڑا تکبر تھا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی لغو اور فضول قسم کی باتیں کی گئیں جو آج ہمارے معاشرے کا حصہ بن چکی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آخر کار ہمیں بھائی کی شدید خواہش کے سامنے ہار ماننا پڑی اور یوں خاندان سے باہر کی ایک لڑکی بھابھی بن کر ہمارے گھر آ گئی۔

ہمارا خاندان لاہور کے ایک بڑے مذہبی گھرانے کے طور پر مشہور ہے جو خدمت خلق کو اپنا شعار سمجھتا ہے۔ ہم پانچ وقت کے نمازی ہیں۔ ٹرسٹ کے مختلف ادارے چلاتے ہیں۔ تمام اہل خانہ کئی مرتبہ عمرے اور حج کے لئے جا چکے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ سب سے زیادہ زکوۃ اور خیرات ہم دیتے ہیں۔ ہمارا شجرہ نسب بھی بہت اعلیٰ ہے۔ لیکن ان تمام صفات کے ہوتے ہوئے بھی ہماری بدنصیبی ہے کہ پورا خاندان دین اسلام کی اصل اور حقیقی روح سے بالکل ناواقف ہے۔ ننھیال اور ددھیال دونوں طرف کے لوگ غیبت جیسی مہلک بیماری میں مبتلا ہیں۔ تاہم میرے والد جو بھائی کی شادی کے صرف دس ماہ بعد وفات پا گئے' اس بیماری سے محفوظ تھے اور ہمیں بھی دوسروں کے عیب گننے سے منع کرتے تھے۔ مگر اس وقت ہم بے ہدایت تھے اور ان کی باتیں ہم پر اثر نہ کرتی تھیں۔ پانچ وقت کی نماز پڑھ کر اور قرآن حکیم کی تلاوت کرنے کے بعد بھی ہم غیبت سے باز نہیں آتے ہیں۔

بھائی کی شادی کے فوراً بعد ہی خاندان کے لوگوں نے میری والدہ سے ان کی بہو کی غیبت کرنی شروع کر دی۔ چونکہ والدہ پہلے ہی سے اس بیماری کا شکار تھی لہٰذا وہ بھی بہو کی غیبتیں کرنے لگیں۔ سب لوگ مزے لے لے کر بھائی اور بھابھی کی غیبتیں کرتے۔ وقت یونہی گزرتا رہا اور ہم سب بہنیں بیاہ کرا کے اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں۔

رفتہ رفتہ ساس بہو میں نفرت بڑھتی چلی گئی اور گھر میں لڑائیاں ایک معمول بن گئیں۔ مگر افسوس! کہ غیبت اور چغل خوری سے کوئی بھی باز نہ آیا یہ خطرناک بیماری دیمک کی طرح ہمارے گھر کو چاٹ گئی۔ جب میں اس کی وجوہات پر غور کرتی ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ ایسا قرآن مجید اور اسلام کی اصل تعلیمات سے دوری کے باعث ہوا۔ اگرچہ ہمارے گھر میں قرآن خوانی کی بڑی بڑی مجالس منعقد ہوتی تھیں لیکن عملی طور پر ہم اس کے احکام سے کھلم کھلا اعراض کرتے تھے۔ ان حالات کے نتیجے میں میری والدہ آہستہ آہستہ ذہنی مریضہ بنتی چلی گئیں۔

اسی دوران اللہ تعالیٰ کے خصوصی کرم کے نتیجے میں' میں نے اور میری بڑی بہن نے مسجد جانا شروع کر دیا۔ ہمشیرہ نے "الھدیٰ" کی قرآن کلاسز میں شرکت شروع کر دی جبکہ میں محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد کی مسجد جانے لگی۔ یوں ہم دونوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی روشنی سے بہرہ ور کرنا شروع کر دیا۔ ہم نے اپنی دوسری بہنوں کو بھی دین کی روشنی میں غیبت اور اس کے مضر اثرات سے آگاہ کیا۔ چنانچہ اب بفضل تعالیٰ ہم سب بہنوں میں یہ بیماری کافی حد تک کم ہوگئی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ یہ بالکل ہی ختم ہو جائے!

لیکن اس غیبت اور چغل خوری نے میرے بھائی کے گھر کا سکون برباد کر دیا ہے۔ اس کو کسی پر اعتبار نہیں رہا۔ اللہ نے دنیا میں ہم کو اس کی جو سزا دی ہے وہ یہ ہے کہ ہماری والدہ اب پورے طور پر اپنے حواس کھو چکی ہیں۔ ہم سب بہنیں زار و قطار روتی ہیں کہ اب کیا ہوگا! سارے خاندان میں ہمارے گھر کے حالات کے چرچے ہیں۔ جس کے جو منہ میں آتا ہے' وہ کہہ دیتا ہے۔ والدہ کے ساتھ ان کی بہو کی غیبتوں میں پیش پیش رہنے والے اب انہیں پاگل کہتے ہیں۔ یہ ذلت اور رسوائی غیبت ہی کا نتیجہ ہے۔

میں تمام پڑھنے والوں اور خاص طور پر اپنی بزرگ خواتین سے اپیل کرتی ہوں کہ وہ خود کو اور اپنے گھر والوں کو غیبت جیسی ہولناک بیماری سے بچالیں۔ اگر آپ کا کوئی بچہ اس بری عادت میں مبتلا ہے تو اسے منع کریں' بچوں کو اسلام کی اصل تعلیمات سے آگاہی دیں۔ کیا صرف ظاہری طور پر نماز' روزہ اور زکوۃ کی ادائیگی ہم سب کو اس گناہ کی سزا سے بچالے گی' جس کے مرتکب ہم ایک گھر کو برباد کرنے کی صورت میں ہوئے ہیں؟ خدا کے واسطے! اپنے آپ کو بچائیں ورنہ جس آگ نے میرے بھائی کے گھر کے سکون کو جلا ڈالا' کہیں وہ آپ کے گھر تک بھی نہ جا پہنچے غیبت اور چغل خوری سے متعلق قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھ کر سنائیں۔ اپنے گھر کی خواتین کو اس قبیح فعل سے روکیں۔ گھر کے گلے شکوے آپس میں بیٹھ کر پیار و محبت سے حل کرنے کی عادت ڈالیں۔ بزرگوں کے احترام اور والدین سے حسن و سلوک کے بارے میں قرآن مجید کی تعلیمات سے اپنے خاندان کو آراستہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے!

قرآن کی تعلیمات نے میری زندگی اور سوچ کو بدل ڈالا ہے۔ اللہ کرے کہ میری اولاد اور خاندان کے دوسرے لوگ بھی قرآن کی طرف لوٹ آئیں۔ ہر نماز کے بعد رو رو کر دعا کرتی ہوں کہ دنیا میں جو رسوائی ہوئی' سو ہوئی میری والدہ آخرت کی رسوائی سے بچ جائیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں رسوا نہ کریں۔ آپ سب سے بھی خصوصی دعا کی درخواست ہے!

ہمارا طرزِ عمل اور ہمارے مصائب

شیخ محمد اعظم' لاہور

اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کل مسلم امہ ذلیل و رسوا ہو رہی ہے شاید یہ ہمارا طرزِ عمل ہے جس کی بدولت آج ہمیں یہ دن دیکھنا پڑ رہے ہیں' کل کے حاکم آج کے محکوم ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ آج جس کا جی چاہتا ہے' ہمیں مارنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ کبھی غور کیا ہے یہ سب کچھ کس چیز کی پاداش میں ہو رہا ہے یہ درج ذیل عناصر ہیں: جن کی بدولت ذلت و رسوائی ہمارا مقدر بن چکی ہے۔

1۔ ہم بحیثیت مسلمان اپنا دین بھلا چکے ہیں آج ہمارے مابین اتفاق و اتحاد نہیں ہے۔ آج ہم بریلوی' دیوبندی' اہلحدیث' اہل تشیع اور نہ جانے کیا کیا بن چکے ہیں۔ آج ایک وہابی کا نقصان بریلوی کا فائدہ جبکہ بریلوی کا نقصان اہل تشیع کا فائدہ بن چکا ہے۔ ہم نے اللہ کی رسی کو چھوڑ دیا جس کی پاداش میں ذلت ہمارا مقدر بنی۔

2۔ ہم آج آنحضرت ﷺ کا اسوۂ چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کی تقلید میں فخر محسوس کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج کی نوجوان نسل اپنا لائف سٹائل ہالی ووڈ کو دیکھ کر بناتی ہے۔

3۔ ہم نے اسلام کو بحیثیت مذہب اختیار کیا جب کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ "پورے کے پورے دین میں داخل ہو جاؤ" لیکن ہم نے بحیثیت دین اس سے کنارہ کشی اختیار کی ہوئی ہے۔ اللہ کی نصرت صرف اسی صورت میں ہمارے ساتھ ہو سکتی ہے جب ہم اسلام کو بحیثیت دین اپنا کر اپنی زندگی کے تمام معاملات خواہ وہ اجتماعی ہوں یا انفرادی گھریلو سطح پر ہوں یا حکومتی سطح پر اس کے مطابق گزاریں وگرنہ رسوائی اور ذلت ہماری دہلیز پر آن پہنچی ہے۔

4۔ ہم نے اپنے پیارے نبیؐ کے احکام سے منہ موڑ کر اور

آپ کے دیئے ہوئے مشن یعنی (بلغو عنی ولو آیة) کو اپنے ذاتی مفادات کی بھینٹ چڑھا کر صرف اپنے اپنے فرقوں کا پرچار کر کے اسلام کو کمزور سے کمزور تر کر دیا ہے جس کی پاداش میں ذلت و رسوائی ہمارا مقدر بن گئی۔

5۔ قرآن پاک اللہ کی طرف سے ہدایت کے طور پر نازل ہوا ہے۔ رسول اللہؐ کے ارشاد کا مفہوم اس طرح ہے کہ ''اسی قرآن سے تعلق جوڑنے پر قوموں کو عروج اور چھوڑنے پر زوال ملے گا'' دیکھئے! آج ہم نے قرآن سے ہدایت لینا چھوڑ دیا ہے اور ہم اسے حصولِ ثواب کے لئے پڑھتے ہیں۔ یہ بھی ایک طرح کی روگردانی ہے جس کے نتیجہ میں ذلت کے سوا اور کیا مل سکتا ہے۔

6۔ آج ہم نے جہاد کی ترتیب کو بدل کر رکھ دیا ہے' چونکہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ اس جہاں اور دوسرے جہاں کے سب سے مکمل اور کامیاب ترین شخص آنحضرت ﷺ ہیں' لہٰذا انہی کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر کامیابی کی گارنٹی مل سکتی ہے آج اگر اسلام رسوا اور ذلیل ہو کر رہ گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے جہاد بالنفس کا مرحلہ طے کئے بغیر جہاد بالسیف کا راستہ اختیار کر لیا ہے' صحیح نہیں ہے۔

ہمارے کرنے کے کام:

1۔ سب سے پہلے ہمیں انفرادی اور اجتماعی طور پر خدا کے حضور توبہ استغفار کرنا ہو گی اور عہد کرنا ہو گا کہ ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کریں گے۔

2۔ اقامتِ دین کے سلسلے میں پہلے جہاد بالنفس' جہاد بالمال اور جہاد بالقلم کو اختیار کرنا ہو گا۔ ہمیں سب سے پہلے اپنے پانچ' چھ فٹ کے جسم پر اسلام کو نافذ کرنا ہو گا' خود باعمل مسلمان بن کر پھر یہ سلسلہ گھر والوں سے لے کر محلے اور شہروں سے ہوتے ہوئے پوری دنیا تک پہنچانا ہو گا' پھر اپنے رویئے' حسنِ اخلاق اور کردار کی پختگی سے لوگوں کے دل جیتنا ہوں گے تاریخ گواہ ہے کہ ابتدا میں جب صحابہ کرام کمزور' نہتے اور تعداد میں کم تھے انہوں نے پہلے اپنا تزکیہ کیا پھر کفار کی تکالیف برداشت کیں' اس کا فائدہ یہ ہوا کہ انہوں نے مظلومانہ تکالیف برداشت کر کے مکہ کی Silent Majority کے دل جیت لئے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انہوں نے بھی سرانجام دیا تھا لیکن ایسے نہیں کہ دشمنوں کو گالیاں دے کر یا ان کے جھنڈے جلا کر انہوں نے پہلے اپنی جماعت کو منظم اور مستحکم کیا پھر کفریہ نظام کے خلاف کھل کر کارروائی کی لیکن ہم کیا کر رہے ہیں۔ ہم دوسروں کے جھنڈے جلا کر اور گالیاں دے کر دشمنی میں اضافہ کر رہے ہیں جس کا نقصان اسلام اور وہاں پر بسنے والے ہمارے مسلمان بھائیوں کو اٹھانا پڑ رہا ہے۔ ہمیں ان (باقی صفحہ 14 پر)

اصلاح الرسوم

شادی بیاہ کے موقع پر غیر اسلامی رسومات پر پابندی عائد کی جائے!

وزیراعلیٰ صوبہ سندھ کے نام کھلا خط

عزت مآب جناب علی محمد خان مہر صاحب'

وزیراعلیٰ' صوبہ سندھ'

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی!

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے آپ جیسے پرعزم نوجوان کو سندھ کے اقتدار اعلیٰ پر فائز کیا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ایک جانب یہ آپ کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے تو دوسری جانب آپ کے نازک کاندھوں پر رب جلیل کی طرف سے ایک بہت بڑی ذمہ داری بھی عائد ہو چکی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقہ پر انجام دینے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین!

آپ کو علم ہے کہ کسی معاشرے کی بنیاد اس کی خاندانی اکائی پر ہوتی ہے۔ خاندان کے افراد جتنے صالح ہوں گے' اتنا ہی صالح معاشرہ وجود میں آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں سب سے زیادہ تفصیلی احکامات معاشرتی نظام کے بارے میں آئے ہیں۔ اسلام کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ زنا کے محرکات پر پابندی لگائی جائے اور نکاح کو سہل بنایا جائے۔ لہٰذا نکاح کے لئے جو چیزیں ضروری قرار پائیں وہ ہیں صرف ایجاب وقبول' دین مہر اور طعام ولیمہ۔

ہمارا قومی المیہ یہ رہا ہے کہ قیام پاکستان کے فوراً بعد سے ہی قوم کو مادہ پرستی کی دوڑ میں لگا دیا گیا' لہٰذا قوم کے افراد کی اکثریت کا نصب العین راتوں رات دولت مند بننا رہ گیا۔ دولت کے حصول کے لئے حلال وحرام کی تمیز سے اپنے آپ کو مبرا سمجھ لیا گیا۔ ''مال حرام بود بہ جائے حرام رفت'' کے مصداق اسراف وتبذیر' جس کی ہمارے دین میں شدید ممانعت کی گئی ہے' عام ہے جس کا اثر شادی بیاہ کے لوازم پر بھی پڑا۔ اپنی دینی تعلیمات فروش کر کے ہم نے ہندوانہ معاشرے سے مایوں' مہندی' جہیز جیسی فضول رسومات اپنا لیں اور بارات کا ادارہ ہمارے ہاں بھی قائم ہو گیا جس کے نتیجے میں لڑکی والوں پر بارات میں شامل افراد کی خاطر تواضع کے لئے کھانے کے اہتمام کا بوجھ بھی پڑ گیا۔ ہمارے ذرائع ابلاغ نے بھی ان رسومات کی خوب خوب تشہیر کی۔ دوسری جانب طعام ولیمہ میں انواع واقسام کے کھانے پیش کرنا ایک معمول بن گیا۔ ظاہر ہے کہ یہ سارے چونچلے اہل ثروت ہی برداشت کر سکتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ غرباء و متوسط طبقے کے لئے بچوں کی بروقت شادی ایک بہت بڑا مسئلہ بنی ہوئی ہے۔

میاں محمد نواز شریف کے دور حکومت میں ایک بہت اچھا فیصلہ یہ کیا گیا تھا کہ شادی بیاہ کے مواقع پر تواضع کو صرف مشروبات تک محدود کر دیا گیا تھا۔ اس فیصلے سے غرباء و متوسط طبقوں کو بڑی ریلیف ملی تھی لیکن بدقسمتی سے ہماری سپریم کورٹ نے اس قانون کو تکنیکی بنیاد پر کالعدم قرار دے دیا البتہ اس مسئلہ کو صوبوں کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا۔ الحمدللہ صوبہ پنجاب کی حکومت نے صرف طعام ولیمہ کے موقع پر ون ڈش کی اجازت دے کر بقیہ تمام رسومات کے مواقع پر کھانے پر پابندی لگا دی ہے۔ یہ اجازت ہماری دینی تعلیمات کے عین مطابق ہے کیونکہ طعام ولیمہ وہ سنت ہے جس کی احادیث میں بڑی تاکید آئی ہے۔

آپ کا تعلق سندھ سے ہے اور آپ سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ اہل سندھ کی عظیم اکثریت غرباء و متوسط طبقے پر مشتمل ہے۔ آپ پر ان کا یہ حق ہے کہ آپ حکومت پنجاب کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ویسی ہی قانون سازی کا اہتمام کریں جیسا کہ انہوں نے کیا ہے۔ بلکہ ان سے ایک قدم آگے بڑھ کر جہیز پر پابندی لگانے کا بھی اہتمام کریں۔

ہمیں امید ہے کہ آپ ہماری گزارشات پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے اور ضروری قانون سازی کے لئے مناسب اقدامات فرمائیں گے۔ اس کے نتیجے میں صوبہ کے لاکھوں خاندانوں کے افراد کی دعائیں آپ کے شامل حال ہوں گی اور اللہ تعالیٰ بھی آپ کو اجر عظیم سے نوازے گا۔

خیر اندیش

محمد نسیم الدین

امیر حلقہ سندھ زیریں

ضرورت رشتہ

باپردہ پابندِ صوم وصلوٰۃ' تعلیم بی اے' عمر تقریباً 38 سال قوم راجپوت وسیر مطلقہ بوجہ اولاد نہ ہونے' رہائش گوجرہ شہر کے لئے دینی مزاج کی حامل فیملی سے رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: محمد اشرف' رفیق تنظیم اسلامی فیصل آباد (غربی)

فون: 041-757102

پیر 31/مارچ (جنگ کا بارھواں دن): امریکی وزارت خارجہ نے اعلان کیا کہ کہوٹہ ریسرچ لیبارٹریز (کے آر ایل) اور شمالی کوریا کی کمپنی پر ایٹمی پروگرام کو ترقی دینے کے بدلے میزائل کے آلات اور ٹیکنالوجی فراہم کرنے کے مبینہ ''بارٹر'' (مال کے بدلے مال) کی وجہ سے دوسال کے لئے دونوں پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ شمالی کوریا کی کمپنی ''چانگ گوانگ سنیاتگ کارپوریشن'' پر میزائلوں اور ان کی ٹیکنالوجی منتقل کرنے میں ملوث ہونے پر پابندی لگائی گئی ہے جو میزائل کے پھیلاؤ میں ٹھوس تعاون ظاہر کرتا ہے۔ اس اعلان سے دو روز پہلے اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے کی طرف سے جاری ہونے والے بیان میں کہا گیا کہ کہوٹہ ریسرچ لیبارٹریز نے کسی ملک' ادارے یا شخص کو وسیع تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کی تیاری میں مدد دی ہے۔ بہرصورت امریکہ کی جانب سے گزشتہ کئی ماہ سے مسلسل کہا جا رہا ہے کہ پاکستان نے شمالی کوریا کو ایٹمی ہتھیار بنانے میں مدد دی ہے۔

منگل' یکم اپریل (جنگ کا تیرھواں دن): بھارتی سپریم کورٹ نے واجپائی حکومت کی وہ درخواست مسترد کر دی جس میں بابری مسجد کے قریب پوجا پر عائد پابندی اٹھانے کی استدعا کی گئی تھی۔ یہ درخواست بھارتی حکومت نے گزشتہ ماہ دائر کی تھی۔ 1992ء میں بھارتی جنتا پارٹی (بی جے پی) کی قیادت میں جنونی ہندوؤں نے ایودھیا میں سولہویں صدی میں تعمیر کی جانے والی بابری مسجد شہید کر دی تھی' جس کے بعد مسلم کش فسادات شروع ہو گئے تھے۔ ان فسادات میں دو ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ جنونی ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ یہ مقام ان کے اوتار رام کی جائے پیدائش ہے اور وہ یہاں مندر تعمیر کرنا چاہتے ہیں...... افغانستان نے پانچ علاقائی ممالک کے تعاون سے بجلی کے وسائل کے بہتر استعمال اور شیئرنگ کے لئے مشترکہ تجویز پیش کی ہے۔ افغان حکومت نے پی آئی اے کو ہفتہ میں تین پروازیں چلانے کی اجازت دے دی ہے۔ چمن سے قندھار تک سڑک کی تعمیر کا ٹھیکہ پاکستانی کمپنی کو دیا گیا ہے۔ پاکستان کے وفاقی مشیر خزانہ شوکت عزیز نے افغانستان کو دو کروڑ ڈالر امداد دینے کا اعلان کیا ہے...... عراق پر حملے کے بارھویں روز بھی اتحادی طیاروں نے بغداد اور موصل سمیت متعدد مقامات پر وحشیانہ بمباری کی اور کروز میزائلوں سے حملے جاری رکھے۔ امریکی طیاروں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار پر بمباری کی جس سے مزار کی عمارت کو نقصان پہنچا...... عراقی نائب صدر طٰہٰ یٰسین رمضان نے کہا کہ اتحادی جنرل اور سیاست دان خیالی پلاؤ پکا رہے ہیں اور یقینی موت اتحادی فوجیوں کا انتظار کر رہی ہے۔

بدھ' 2/اپریل (جنگ کا چودھواں دن): پہلے عراقی فدائی فوجی افسر علی جعفر موسیٰ حمادی النعمانی نے نجف کے قریب چار امریکی فوجی ہلاک کئے۔ موصل میں اترنے والے برطانوی چھاتہ برداروں پر عراقی مجاہدین اور صدام کے فدائین نے حملہ کر دیا۔ توپ خانے اور فوجی گاڑیوں پر بھی قبضہ کیا۔ امریکہ نے عراقیوں کے خودکش حملوں سے نمٹنے کے لئے اسرائیل سے مشورہ مانگ لیا...... عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل امر موسیٰ نے کہا ہے کہ شام یا ایران کے خلاف کارروائی مشرق وسطیٰ میں تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوگی...... بی بی سی نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ شہید ہونا عراقیوں کی آج سب سے بڑی تمنا ہے۔ میزائلوں اور بموں کی بارش کے باوجود شہری خوفزدہ ہیں نہ بغداد میں افراتفری کے آثار ہیں۔ عراق کے صدر صدام حسین نے عراقی عوام سے امریکہ کے خلاف جہاد کرنے کی اپیل کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عراقی عوام امریکی اور برطانوی حملہ آوروں کے خلاف جہاد کرے اور ہر ہر مقام پر دل و جان سے لڑیں۔ انہوں نے تین بار اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور کہا کہ دشمن ہماری سرزمین پر قبضہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہے اور اب جہاد فرض ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کے لئے فتح و نصرت کا وعدہ کیا ہے' لہٰذا اللہ کے نام پر اپنے ہتھیار اٹھا لو' دشمن پر ٹوٹ پڑو اور اسے نیست و نابود کر دو۔

جمعرات' 3/اپریل (جنگ کا پندرھواں دن): بھارتی وزیر خارجہ یشونت سہنا نے کہا ہے کہ بھارت مقبوضہ کشمیر میں پاکستانی حمایت سے جاری ''دہشت گردی'' کے خاتمے کے لئے ممکنہ پیشگی کارروائی سمیت ''جو کچھ بھی ہو سکا'' کرے گا۔ ہمارا کیس امریکہ سے بھی مضبوط ہے...... کوئٹہ میں متحدہ مجلس عمل کے زیر اہتمام ''ملین مارچ'' بلوچستان کی تاریخ کا سب سے بڑا مظاہرہ ثابت ہوا ہے۔ مجلس عمل نے اعلان کیا ہے کہ عراق پر امریکی فوج کے غیر قانونی حملے کی وجہ سے جہاد فرض ہو گیا ہے۔ حکومت پاکستان امریکہ سے اڈے خالی کرائے' ورنہ ہم کرائیں گے۔ یہ اڈے دے کر ناپاک بنا دیئے گئے ہیں۔ امریکی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے...... عراق میں مقدس مقامات پر امریکی بم باری' بغداد کی طرف پیش قدمی' ہسپتال سمیت شہری علاقوں پر بم باری' ہائی ٹیک کلسٹر بم چلا دیئے۔ بصرہ' نجف اور کربلا میں شدید جنگ۔

جمعہ' 4/اپریل (جنگ کا سولہواں دن): بغداد کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر امریکی فوجوں کا حملہ شروع ہونے سے قبل ہوائی اڈے کے قریب فرات نامے قصبے پر ایک امریکی میزائل گرنے سے 83 عراقی شہید۔ نہروان میں مارکیٹ پر بمباری۔ امریکی فوج نے نجف میں داخل ہونے اور بغداد ایئرپورٹ پر قبضے کا دعویٰ کیا جو بعد میں غلط ثابت ہوا۔ بصرہ میں برطانوی فوج کو ری پبلکن گارڈز کی سخت مزاحمت کا سامنا۔ بغداد کو جانے والے راستوں پر بھی ایک ہزار پونڈ وزنی کلسٹر بموں سے بمباری۔ دجلہ کے پل پر عراق کے 500 فوجی شہید کئے۔

ہفتہ' 5/اپریل (جنگ کا سترھواں دن): بغداد کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر قبضے کے لئے پیش قدمی کے دوران اتحادی فوج کو سخت مزاحمت کا سامنا۔ ایئرپورٹ پر شدید جنگ۔ امریکہ نے دعویٰ کیا کہ اس کی افواج نے بغداد کا محاصرہ کر لیا ہے۔ عراق کے صدر صدام حسین جمعہ کے روز اچانک غیر متوقع طور پر بغداد کے گلی کوچوں میں نکل آئے۔ شہریوں کا والہانہ استقبال۔ الجہاد اور اللہ اکبر کے نعرے۔ صدام حسین نے شام کو ٹیلی ویژن پر قوم سے اپنے تیسرے خطاب میں کہا دشمنو' تمہیں شرمندگی کے سوا کچھ نہ ملے گا۔ بہادرو جہاد کا پرچم اٹھا لو۔ دشمن کو جہنم کی طرف دھکیل دو۔ مجرم شکست کھائیں گے اور لعنت کا شکار ہوں گے۔ عراق میں ایک فوجی چوکی پر ایک کار بم دھماکے میں تین امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔ یہ فدائی حملہ دو خواتین نے کیا تھا...... متحدہ مجلس عمل نے امریکی جارحیت کے خلاف اظہار نفرت کے لئے ملین مارچ کا سلسلہ کراچی' راولپنڈی' پشاور اور لاہور سے ہوتا ہوا ملتان پہنچا جو اس شہر کی تاریخ کا سب سے بڑا اجتماع ثابت ہوا۔ ''مجلس'' کے قائدین نے کہا کہ عراقی صلاح الدین ایوبی کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔ ایسی آگ نکلے گی جو یزیدیوں کو بھسم کر دے گی۔ امریکی عفریت ننگا ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہایت شرم کی بات ہے کہ عالم اسلام نے پہلے خاموشی سے افغانستان کی تباہی دیکھی' اب عراق کی تباہی دیکھ رہا ہے۔ جنرل پرویز مشرف جہاد آزادی کو نہیں مانتے تو وردی اتار دیں۔

اتوار' 6/اپریل (جنگ کا اٹھارھواں دن): عراق کے وزیر اطلاعات سعید الصحاف نے کہا ہے کہ بغداد ایئرپورٹ پر فدائی دستے نے اچانک حملہ کر کے دشمن کا صفایا کر دیا اور کم از کم 300 امریکی فوجی لڑائی میں مارے گئے اور ہوائی اڈے پر ہمارا قبضہ ہے۔ امریکی گھیرے میں آ گئے ہیں وہ ہتھیار ڈال دیں......

تنظیم اسلامی باغ کی ماہانہ شب بسری

مارچ کو تنظیم اسلامی باغ کی ماہانہ شب بسری کا انعقاد ہوا۔ پروگرام کا آغاز بعد از نماز عصر درس قرآن پاک سے ہوا۔ جس کی سعادت محترم نذیر احمد اعوان صاحب نے حاصل کی۔ انہوں نے سورۃ التغابن کے دوسرے رکوع کی آیات 11 تا 18 کی روشنی میں ایمان کے 5 بنیادی لوازم و نتائج اور ایمان کے عملی تقاضوں کو بالفعل ادا کرنے کی دعوت پر نہایت جامع اور مدلل انداز میں خطاب کیا۔

ہیڈ ماسٹر راجہ داؤد صاحب نے سورۂ لقمان کے دوسرے رکوع کو درس قرآن کا موضوع بنایا' ان کے انداز بیان نے حاضرین پر سکتہ کی سی کیفیت طاری کر دی۔

لیکچرار عبدالقیوم قریشی نے منہج انقلاب نبویؐ اور اس کے مراحل کو بورڈ پر نہایت ہی آسان اصطلاحات میں بیان کیا۔

سیرت النبیؐ پر پروفیسر افتخار عباسی نے خطاب کیا۔

سیرت صحابہؓ کے حوالے سے سیرت ابوبکر صدیقؓ پر محمد عارف درانی نے حاضرین کو جھنجھوڑنے کے انداز میں خطاب کیا کہ حزب اللہ کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنے والے انقلابیوں کے اوصاف جب تک ''میرے لئے اللہ ہی کافی ہے'' کا عملی نمونہ پیش نہ کریں اور شعوری ایمان قبول کرنے کے بعد بھی حق اور باطل کی کشاکش میں خبیث اور طیب ''اپنا'' اور ''غیر'' کو ''چھلنی'' لگا کر الگ نہ کر پا رہے ہوں اور سیرت کے واقعات کو پڑھ سن اور سمجھ کر بھی اپنے اپنے گریبانوں میں نہیں جھانک رہے اور اپنی اپنی صلاحیت' قابلیت اور طاقت کے مطابق دین کو غالب کرنے کی جدوجہد میں نہیں کھپا رہے تو یہ ذہنی عیاشی اور خودفریبی ہے۔ ہمیں سیرت صحابہ رضوان اللہ علیہم کو حقیقی معنوں میں اپنی زندگیوں میں بالفعل نافذ کرنا چاہئے اور جس کو ہم نے حق اور سچ سمجھ کر قبول کیا اس کو دوسروں تک پہنچانا اپنی پہلی ترجیح ہونا چاہئے اور ہمیں مہلت عمر جو ملی ہے اس کے شب و روز میں تبدیلی آنی چاہئے۔

قاری عبدالجلیل نے ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' کے حوالے سے بہت خوبصورت' عام فہم اور مدلل انداز میں خطاب کیا۔

ناظم تربیت جناب سردار محمد اسحاق نے پورے پروگرام میں وقفے وقفے سے حاضرین کو مختلف اعمال کی ترغیب دلائی اور اخلاق حمیدہ کو اپنانے اور اخلاق رذیلہ سے اجتناب کرنے کو ایمان کا حصہ قرار دیا۔ انہوں نے سورۃ المنافقون کا مطالعہ کروا کر اس پر مذاکرہ کا اہتمام بھی کیا۔

امیر تنظیم اسلامی جناب زراب حسین عباسی نے ''نظم کے تقاضوں'' کے حوالے سے نہایت خلوص' سادہ اسلوب بیان اور رقت قلبی کے جذبہ سے رفقاء کو جھنجھوڑا اور انہیں ان کی ذمہ داریوں کو پوری کرنے کی طرف توجہ مبذول کروائی۔ ان کو ان کی تمام توجہ' کارکردگی کا محور نظم کو سمجھنے اور اس پر شعوری عمل کرنے اور خود کو ''نفاق'' سے بچانے کے لئے نظم کے تقاضوں (مال' وقت' صلاحیت کھپانے) کو پورا کرنے پر زور دیا۔

یہ شب بسری عصر سے شروع ہو کر رات ڈیڑھ بجے اور صبح بعد از نماز فجر تا صبح 9 بجے تک جاری رہی۔ اس شب بسری کے موقع پر شرکاء کی تعداد 30 تھی اور رفقاء 18 کے قریب تھے۔ 3 احباب تنظیم میں شامل ہوئے اور 2 نے شامل ہونے کا وعدہ کیا۔ (رپورٹ: عارف درانی)

''وزیراعظم آئین کی بالادستی کو اپنا ہدف بنائیں''
امیر تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کا بیان

کراچی (پ ر) امیر تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں محمد نسیم الدین نے وزیراعظم کے قوم سے پہلے خطاب پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ خطاب تضادات کا مجموعہ ہے۔ LFO کی موجودگی میں پارلیمان کی بالادستی کی بات اور اس قسم کے دیگر امور اس کا واضح ثبوت ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جہاں تک وزیراعظم کے آئندہ کے عزائم کا تعلق ہے تو قوم اس قسم کے خوشنما وعدوں کی عادی ہو چکی ہے۔ جس کی مثال سابق چیف ایگزیکٹو کا 7 نکاتی ایجنڈا ہے۔ جب مطلق اختیار رکھنے والے ہمارے حکمران اپنے وعدوں پر پورے نہیں اتر سکتے تو ایسی اسمبلی اور اس کے وزیراعظم سے قوم کیا توقع رکھ سکتی ہے۔ جن کے سر پر ہر وقت 58(2b) کی تلوار لٹک رہی ہو۔ بہتر یہ ہوگا کہ وزیراعظم آئین کی بالادستی کی بحالی کو اپنا ہدف بنائیں اور آئین میں قرآن و سنت کی حقیقی بالادستی ہر سطح پر قائم کرنے کا عملی مظاہرہ کریں۔

(مرتب: محمد سمیع' کراچی)

تنظیم اسلامی کراچی کے زیر اہتمام شب بسری

مورخہ 15 مارچ 2003ء کو تنظیم اسلامی کراچی کی ماہانہ شب بسری کا پروگرام مسجد جامع القرآن' قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوا۔ سب سے پہلے محترم انجینئر نوید احمد صاحب نے ''دعوتِ دین اور اس کا طریقہ کار'' جو کہ گزشتہ ماہ محترم اعجاز لطیف صاحب نے شروع کروائی تھی' کے تیسرے باب کا مطالعہ کروایا۔ اس کے بعد محترم نسیم الدین صاحب امیر تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں نے ایمان بالآخرت پر روشنی ڈالی اور مختلف احادیث کے ذریعے اس کی اہمیت کو واضح کیا۔ اس کے بعد رات کا سیشن اختتام پذیر ہوا۔ ساتھیوں کو تہجد کے لئے بھی اٹھایا گیا اور اکثر ساتھیوں نے تہجد کا اہتمام کیا۔ فجر کی نماز کے بعد محترم شجاع الدین شیخ صاحب نے درسِ حدیث میں زبان کے غلط استعمال کی طرف توجہ دلائی۔ صبح کے پروگرام کا آغاز محترم نعمان اختر صاحب نے سورۃ الصف کے دوسرے رکوع کی تذکیر سے کیا۔ اس کے بعد محترم اختر ندیم صاحب نے قرآن و حدیث کی روشنی میں حالاتِ حاضرہ پر تجزیہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا اصل مسئلہ ٹیکنالوجی میں ترقی نہیں' بلکہ اللہ کے حضور سچی اور پکی توبہ ہے۔ اس کے لئے انہوں نے سورۃ البقرہ کے آخری رکوع کو حرز جاں بنانے کا مشورہ دیا۔ اس کے بعد محترم انجینئر نوید احمد صاحب نے نوٹس کے ذریعے مطالعہ کروایا جس میں تمام رفقاء کو نوٹس دیئے گئے۔ آخر میں محترم نسیم الدین صاحب نے رفقاء کو ضروری ہدایات دیں اور اختتامی کلمات ارشاد فرمائے۔

(رپورٹ: عثمان کاظمی)

حلقہ سندھ زیریں کے زیر اہتمام
''توبہ کی منادی'' ریلی

گزشتہ نصف صدی کے دوران پچاس سے زیادہ مسلمان ممالک غیر ملکی تسلط سے آزاد ہوئے لیکن کسی بھی جگہ اسلام کا اجتماعی نظام عدل نافذ نہ کیا گیا' گویا حالات کے موجودہ رخ اختیار کرنے میں ہمارے اعمال کا بھی عمل دخل ہے اور ہم اس میں برابر کے قصوروار ہیں۔ اس کیفیت سے نجات پانے کے لئے قرآن سے رجوع کیا گیا تو قوم یونسؑ کے حوالے سے ہمیں توبہ کا راستہ نظر آیا' چنانچہ توبہ کی منادی کے لئے کراچی کے مختلف ٹاؤنز سے مقامی تنظیموں کے زیر اہتمام ریلیاں نکالنے کا فیصلہ کیا گیا۔ حلقہ میں اس نوعیت کا یہ پہلا پروگرام تھا۔ تنظیم شمالی نے ایک منی ٹرک پر نارتھ کراچی' نیو کراچی' نارتھ ناظم آباد اور ناظم آباد کے 3 بلاکس کور کئے۔ تنظیم وسطی نے ایک منی ٹرک پر فیڈرل بی ایریا اور لیاقت آباد ڈاکخانہ تک کا علاقہ کور کیا۔ تنظیم شرقی نے 2 منی ٹرکس اور 1 سوزوکی پر گلشن اقبال اور گلستان جوہر کے علاقے کور کئے۔ تنظیم سوسائٹی نے 2 منی ٹرکس پر سوسائٹی' جمشید روڈ اور محمود آباد کے علاقے کور کئے۔ تنظیم شاہ فیصل/ملیر نے 1 سوزوکی پر ماڈل کالونی اور ملیر کے علاقے کور کئے۔ تنظیم لانڈھی نے 1 سوزوکی پر اور تنظیم کورنگی نے 6 سوزوکیوں پر اپنے اپنے علاقوں کو کور کیا۔ تنظیم جنوبی نے 4 سوزوکیوں پر صدر' برنس روڈ' شاہین کمپلیکس' بوٹ بیسن' کلفٹن' سیماڑی اور ڈیفنس کے کچھ علاقے کور کئے۔ اسرہ اورنگی نے پرانا گولیمار' پاک کالونی اور حبیب بینک تک کے علاقے کور کئے۔ یہ ریلیاں 28 مارچ کو نکالی گئیں اور ان کے دوران تقریباً پچاس ہزار ہینڈ بلز مسجدوں' جمعہ بازاروں اور دیگر مارکیٹوں میں تقسیم کئے گئے۔ رفقاء نے تقاریر کے ذریعہ لوگوں کو توبہ کی دعوت دی۔ اس ساری مہم کے دوران رفقاء میں خاصا جوش و خروش پایا گیا۔ ٹرکوں اور سوزوکیوں پر یہ بینرز لگے تھے۔ (i) ''مسلمانوں پر ذلت و خواری کی وجہ؟ اللہ تعالیٰ کے احکام کی کھلی نافرمانیاں'' (ii) ''قرآن مجید کی پکار سنئے! (iii) اے ایمان والو! توبہ کرو! اللہ کے حضور خالص توبہ'' (رپورٹ: محمد سمیع)

اللہ کے واسطے آپ تو مجھے گولی نہ ماریں! فلسطینی بچے کی فریاد

آپ یہودی مصنوعات خریدتے ہیں جن کے منافع کا ایک بڑا حصہ اسرائیل کو جاتا ہے جس سے وہ اسلحہ خرید کر ہمارے سینے چھلنی کرتا ہے۔

''پوری امت امریکی و اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کرے'' (امام کعبہ کی اپیل)

اشیاء	یہودی اداروں کی مصنوعات	متبادل مصنوعات
مشروبات	کوکا کولا' اسپرائٹ' فانٹا' پیپسی کولا' سیون اپ' مرنڈا' ٹیم' سلائس' ٹینگ' جوس' فراسٹ' شیزان' آئس کریم' والز	پاکولا' ایپل سڈرا' ریڈ ایپل' ببل اپ' گولڈ اسپاٹ' انرجائل' روح افزاء' نورس' جام شیریں' لسی' ڈبل کولا' فروٹو' کوئس' اگلوئی' اسنو پی' جیمنی' پشاوری آئس کریم وغیرہ
چائے	لپٹن' بروک بانڈ' ٹاپ اسٹار	ٹپال' کوہ نور' میزبان' روبی' سونی' ریڈ روز' جے ایس ایل
دودھ	نیسلے کے تمام دودھ' پولو' لیکوئیڈ ملک' نائڈو' ملک پیک دیسی گھی	حلیب' حلہ' نرش' ملک فلو' لائل پور اور نور پور کی مصنوعات' نیشنل دیسی گھی' عام دیسی گھی
گھی اور تیل	ڈالڈا کے گھی اور تیل' پلانٹا' رفحان گھی اور کارن آئل وغیرہ	تلو' حبیب' صوفی' مالٹا' میزان' کسان' سیزن کنولا' سن رائٹ' کشمیر
صابن اور پاؤڈر	لکس' ریکسونا' لائف بوائے' کیمے' لائرل' ڈوو' لیری' پام اولو' سیف گارڈ' سن لائٹ' پاؤڈر: سرف' برائٹ' ایکسپریس' بونس' میکس' ویل' وم' ایریل' میجک بار	تبت' کیپری' بریز' باڈی گارڈ' ڈلیشیا' پام روز' پائلٹ' صوفی' ریشماں' گائے' ریما' دربار' صافون' پاک ڈٹرجنٹ' وائٹ گولڈ ڈٹرجنٹ
شیمپو	ہیڈ اینڈ شولڈر' پرٹ پلس' پینٹین' لائف بوائے' سن سلک' جانسن اینڈ جانسن' پیپی	بائیو آملہ' سکاکائی' ایلو ون' اولیویا' کیئر' انگلش' تبت' سوئس مس' میڈی کیم' مدر کیئر' ببی پاؤڈر
کریم اور لوشن	فیئر اینڈ لولی' پونڈز' جلٹ' نیویا' انڈریا' جولین' ڈینیم آفٹر شیو' ریولون	تبت' سوئس مس' میڈی کیم' ڈپلومیٹ' وائسرائے' ایڈمرل' اومیگا' سیمسول' ٹچ می' میڈورا
ریسٹورنٹ	میکڈونلڈ' پیزا ہٹ' میک برگر' کے ایف سی' ڈنکن ڈونٹس	مقامی ریسٹورنٹ اور اداروں کی تیار کردہ اشیاء استعمال کی جاسکتی ہیں
ٹوتھ پیسٹ	میکلینس' فارہینس' کالگیٹ' کلوز اپ' سگنل ٹو' پیپسوڈنٹ	ہمدرد' ڈنٹونک' انگلش' سوڈا وائٹ' نیچرل' منٹو' میڈی کیم' میڈی پیسٹ
بینک	سٹی بینک' بینک آف امریکہ' امریکن ایکسپریس' اسٹینڈرڈ چارٹرڈ	پاکستانی بینکس
کھانے پینے کی اشیاء	اوولٹین' سیریلیک' ہارلکس' رفحان گلوکوز ڈی' رفحان جیلی وکسٹرڈ' بیسٹ فوڈز' باؤنٹی' کیڈبری' مارش چاکلیٹ' پیک فرینز اور لو بسکٹ	مایونیز (ینگ فوڈ پراڈکٹ وغیرہ) احمد فوڈز' مچلز' کنٹری جام و جیلی' فوجی کارن فلیکس' پیراڈائز' ٹاپ ملک' ناؤ
جوتے	باٹا' نائیک	سروس' انگلش بوٹ وغیرہ
پیٹرول	کالٹیکس' شیل	پی ایس او' پارکو
اسٹیشنری	شیفر' پارکر' ہارئی اسٹیشنری	ایگل' ڈالر' ٹویو وغیرہ
برقی آلات	فلپس کی مصنوعات' جنرل الیکٹرک' مائیکروویز	کوریا اور جاپان کی مصنوعات (سونی' ایل جی وغیرہ) پاکستانی مصنوعات' ویوز
دیگر اشیاء	فنس' مورٹین کوائل' چیری بلاسم' ICI کے پینٹس' رابن نیل	ٹائی فون' بے بی کیئر' کڈ کو اور سلیکو' برجر اور دیگر پینٹس
بلیڈ اور ریزر	سیون او کلاک' جیلٹ	ٹریٹ

(مرسلہ: قاضی عبدالقادر)

Vol:12 Regd. No.LRL-50 No.13
Weekly *Nida-e-Khilafat* Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan@tanzeem.org)

The New Afghanistan-cum-Algeria

The US misinformation campaign was not at as much a feverish pitch even against the Taliban controlled Afghanistan as it is against Pakistan these days. At times it seems as if there is more justification for invading Pakistan than Iraq. External forces have set a stage for turning Pakistan into another Afghanistan-cum-Algeria, whereas internal policies of the General have already turned Pakistan into a carbon copy of Egypt.

In an attempt to impose a Turko-Egyptian model on Pakistan, the government has resorted to unwarranted raids, illegal detentions, extraditions and spilling of innocent blood. It is only the long awaited reaction of the oppressed that would pale bloodletting in Algeria pale by comparison, followed by relatively more direct intervention of external forces.

Already there is very little different between the way Washington runs Afghanistan and Pakistan. The slight difference is that Afghan army and other agencies are not well trained to do the US job like ours, and the violent opposition faced by US forces in Pakistan is also very low at the moment. However, occupation and reaction are increasing in direct proportion with each passing day.

The more the General boasts and proves that he is cooperating with the US, the more he establishes Pakistani-Al-Qaeda connection and paves the way for more direct US intervention in the new Afghanistan. The General, however, does not realise that his principled stance would not have made him look as duplicitous as he is now viewed even by his masters in Washington. Despite the most obedient services, his sponsors' "myth of good General Musharraf" would shatter the moment he reaches his limits of bending backwards for his life. Interestingly, the US has no alternatives for him – the best dictator it could ever develop.

Everyone knows that unlike Musharraf, Pakistan is not an ally. Gen. Tommy Franks couldn't mention Pakistan by name without provoking a collective reaction against Musharraf as well as Bush administration. This war "won't be finished," he said during a visit to the Bagram air base near Kabul last August, "until terrorist cells are hunted down throughout the region." Pakistan, not Iraq, was upper most in the general's mind like his colleagues in Washington.

The unspoken is that Pakistan is the new Afghanistan, a target ripe for converting indirect to direct occupation. A "proven sanctuary" for hundreds of Al Qaeda fighters and "Taliban operatives," supplier of nuclear technology to North Korea and Iraq, sponsor of "cross border terrorism," home for the architects of Bali and 9-11, and owner of weapons of mass destruction, are enough counts to make Pakistan's indictment look more attractive for the jingoists in Washington than the pre-October 07, 2001 indictment of Afghanistan. The fear of "Islamic fundamentalists" on the brink of overthrowing "moderates" makes the case even more perfect than any one could ever imagine.

This fear is a stepping stone for the General to crackdown on Islamic parties. The tactics to completely sideline religious parties in Algeria and Pakistan are in total contrast to each other. The former completely banned religious parties, whereas Pakistan is taking a tactical course of first pushing them into the mainstream and then gradually demeaning them like the Taliban. The recent attempts of linking Jamaa-e-Islami with Al-Qaeda are a prime example. It will not be the last.

Pictures of turbaned religious leaders addressing crowds of millions in Karachi have made their way to the remotest parts of the world. Metro, a French daily, distributed free of cost in Montreal, also carried these pictures with the caption, "Pro-Taliban leaders addressing anti-US crowds." One needs not write a 10- page story to demean Pakistani religious parties or a person associated with them. The "pro-Taliban" label is quite enough to make someone untouchable because it brings to mind the evil image developed with unimaginable resources over the years. The same label is enough for Musharraf to make a case even for extermination of religious opposition – let alone imposing a ban on their participation in running state affairs. MMA leaders must be happy that they are not taken to Guatanamo bay as yet.

Nevertheless, Musharraf's government is playing an active role in laying trap for their parties. About the recent raids and arrests, chief of the Jamaat-i-Islami, Karachi, Dr Merajul Huda, told Asia Times Online: "It was published in the national press on the very first day after this raid that the police conducted two raids in Rawalpindi and arrested Arabs. I believe that they arrested these people from some other location and showed them arrested at the residence of Ahmed Abdul Qudoos, who is a relative of a leader of the Jamaat-i-Islami's women's wing."

The Taliban were pushed on the main stage by the joint forces of Washington and Islamabad without prior knowledge of their refusal to act like Musharraf and Karzai. With the successful experience of demeaning the Taliban in mind, MMA has now been purposely pushed to the forefront. Of course public sympathies played a role in their win but the subsequent unfolding events hint that the hands that rocked MMA's cradle rule the world. Events, such as the 3 millions persons march in Karachi on 2nd March, only force the planner to hasten execution of their plans.

Neck deep in the American quagmire, Musharraf has limited options to be part of the forces of order. His comparison of Pakistan's future with Iraq shows that he realises the threat. All he needs to do is to stick to the basics. He should learn to politely but clearly say no to anything that violates the basic principles of religion, sovereignty, independence and international law. If he is violating all such norms to save Pakistan from becoming another Afghanistan, he must then realise that we are no better than it; except that the American occupation of Pakistan has preceded the decade's long anarchy, internal wars and devastation that Afghanistan had to go through before the Americans boots could touch its soil.

Musharraf needs to realise that his American friends are not more faithful to Pakistan than his Pakistani "enemies" – the millions protesting in the streets and the millions silent but apprehensive of the impending disaster should Musharraf continue to say yes when its time to say no.

آسان عربی کورس

جو حضرات قرآن مجید کو براہِ راست عربی سے سمجھنا چاہتے ہیں۔ وہ دس روپے کے ٹکٹ بھیج کر ہماری کتاب "آسان عربی کورس" منگوالیں۔

لیفٹیننٹ کرنل محمد ایوب خان 294 ایکسٹینشن کیولری گراؤنڈ لاہور کینٹ' فون: 6650120